قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ ۚ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۗ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ (آل عمران 74)

روزنامہ
الفضل
لندن

مدیر: ابو سعید

Online Edition

جمعۃ المبارک 03 دسمبر 2021ء | 27 ربیع الثانی 1443 ہجری قمری | 03 فتح 1400 ہجری شمسی | جلد:3 | شمارہ:287

ارشادِ باری تعالیٰ

ذٰلِكَ الَّذِيْ يُبَشِّرُ اللّٰهُ عِبَادَهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ؕ قُلْ لَّآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى ؕ وَ مَنْ يَّقْتَرِفْ حَسَنَةً نَّزِدْ لَهٗ فِيْهَا حُسْنًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ شَكُوْرٌ ﴿۲۴﴾

(الشوریٰ: 24)

ترجمہ: یہ وہی ہے جس کی اللہ اپنے اُن بندوں کو خوشخبری دیتا رہا ہے جو ایمان لائے اور نیک اعمال بجالائے۔ تُو کہہ دے میں اس پر تم سے کوئی اجر نہیں مانگتا، ہاں تم آپس میں اقرباء کی سی محبت پیدا کرو۔ اور جو کسی (معدوم) نیکی کو اُجاگر کرتا ہے ہم اس میں اسکے لئے مزید حُسن پیدا کر دیں گے۔ یقیناً اللہ بہت بخشنے والا (اور) بہت ہی شکر قبول کرنے والا ہے۔

فرمانِ رسول ﷺ

اللہ تعالیٰ نرمی کو پسند کرتا ہے

آنحضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نرمی کرنے والا ہے۔ نرمی کو پسند کرتا ہے۔ نرمی کا جتنا اجر دیتا ہے اُتنا سخت گیری کا نہیں دیتا بلکہ کسی اور نیکی کا بھی اتنا اجر نہیں دیتا۔

(صحیح مسلم، کتاب البر والصلۃ والآداب باب فضل الرفق حدیث نمبر1066)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحاتِ قلم

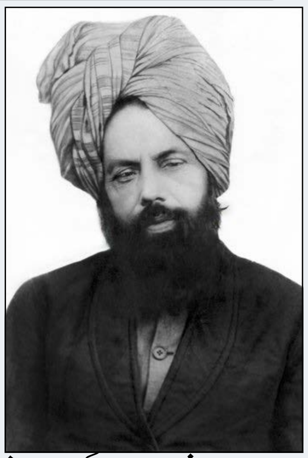

غضب اور حکمت ہر دو جمع نہیں ہو سکتے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

’’یاد رکھو جو شخص سختی کرتا اور غضب میں آجاتا ہے اس کی زبان سے معارف اور حکمت کی باتیں ہرگز نہیں نکل سکتیں۔ وہ دل حکمت کی باتوں سے محروم کیا جاتا ہے جو اپنے مقابل کے سامنے جلدی طیش میں آکر آپے سے باہر ہو جاتا ہے۔ گندہ دہن اور بے لگام کے ہونٹ لطائف کے چشمے سے بے نصیب اور محروم کئے جاتے ہیں غضب اور حکمت دونو جمع نہیں ہو سکتے۔ جو مغلوب الغضب ہوتا ہے اس کی عقل موٹی اور فہم کند ہوتا ہے۔ اس کو کبھی کسی میدان میں غلبہ اور نصرت نہیں دیئے جاتے۔ غضب نصف جنون ہے جب یہ زیادہ بھڑکتا ہے تو پُورا جنون ہو سکتا ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 126-127 ایڈیشن 1984ء)

جب جوش اور غصہ آتا ہے تو عقل قائم نہیں رہ سکتی

’’یقیناً یاد رکھو کہ عقل اور جوش میں خطرناک دشمنی ہے۔ جب جوش اور غصّہ آتا ہے تو عقل قائم نہیں رہ سکتی۔ لیکن جو صبر کرتا ہے اور بُردباری کا نمونہ دکھاتا ہے اُس کو ایک نُور دیا جاتا ہے جس سے اس کی عقل و فِکر کی قوتوں میں ایک نئی روشنی پیدا ہو جاتی ہے اور پھر نُور سے نُور پیدا ہوتا ہے۔ غصّہ اور جوش کی حالت میں چونکہ دل و دماغ تاریک ہوتے ہیں۔ اس لئے پھر تاریکی سے تاریکی پیدا ہوتی ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 180 ایڈیشن 1984ء)

خان اکبر صاحب بیان کرتے ہیں کہ جب ہم وطن چھوڑ کر قادیان آگئے تو ہم کو حضرت اقدسؑ نے اپنے مکان میں ٹھہرایا۔ حضورؑ کا قاعدہ یہ تھا کہ رات کو عموماً موم بتی جلا لیا کرتے تھے۔ اور بہت سی موم بتیاں اکٹھی روشن کر دیا کرتے تھے۔ کہتے ہیں کہ جن دنوں میں میں آیا میری لڑکی بہت چھوٹی تھی ایک دفعہ حضرت اقدسؑ کے کمرے میں بتی جلا کر رکھ آئی، اتفاق ایسا ہوا کہ وہ بتی گر پڑی۔ اور حضورؑ کی کتابوں کے بہت سارے مسودات اور چند اور چیزیں جل گئیں اور نقصان ہو گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد معلوم ہوا کہ یہ تو سارا نقصان ہو گیا ہے۔ سب کو بہت سخت پریشانی اور گھبراہٹ شروع ہو گئی یہ کہتے ہیں کہ میری بیوی اور لڑکی بھی بہت پریشان تھی کہ حضورؑ اپنی کتابوں کے مسودات بڑی احتیاط سے رکھا کرتے تھے وہ سارے جل گئے ہیں لیکن جب حضورؑ کو اس بات کا علم ہوا تو کچھ نہیں فرمایا:

’’خیر! ایسے واقعات ہوہی جاتے ہیں مکان بچ گیا۔‘‘

(ماخوذ از سیرت حضرت مسیح موعودؑ از حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانیؓ جلد اول صفحہ 100)

فرمانِ خلیفۂ وقت

حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

’’روایات میں ایک واقعہ آتا ہے کہ ایک شخص ہبار بن اسود نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی حضرت زینبؓ پر مکہ سے مدینہ ہجرت کرتے وقت نیزے سے قاتلانہ حملہ کیا۔ آپ اس وقت حاملہ تھیں۔ حملہ کی وجہ سے آپ کا حمل بھی ضائع ہو گیا۔ زخمی بھی ہوئیں، چوٹ لگی اور اس چوٹ کی وجہ سے آپ کی وفات بھی ہو گئی۔ اس جرم کی وجہ سے ہبار کے لئے قتل کی سزا کا فیصلہ ہوا۔ فتح مکہ کے موقع پر یہ شخص بھاگ کر کہیں چلا گیا مگر بعد میں جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ واپس تشریف لائے تو ہبار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ رحم کی بھیک مانگتا ہوں۔ پہلے میں آپ سے ڈر کر فرار ہو گیا تھا لیکن مجھے آپ کا عفو اور رحم واپس لے آیا ہے۔ اے خدا کے نبی! ہم جاہل تھے، مشرک تھے، خدا نے ہمیں آپ کے ذریعہ ہدایت دی اور ہلاکت سے بچایا۔ میں اپنی زیادتیوں کا اعتراف کرتا ہوں۔ پس میری جہالت سے صَرفِ نظر فرماتے ہوئے مجھے معاف فرمائیں۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی صاحبزادی کے اس قاتل کو معاف فرما دیا اور فرمایا کہ جا اے ہبار! میں نے تجھے معاف کیا اور پھر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا یہ احسان ہے کہ اس نے تمہیں اسلام قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ پس جب آپ نے دیکھا کہ اصلاح ہو گئی ہے تو اپنی بیٹی کے قاتل کو بھی معاف فرما دیا۔‘‘

(خطبہ جمعہ بیان فرمودہ 23 ستمبر 2016ء مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل 14تا20 اکتوبر 2016ء صفحہ 7)

اس شمارہ میں

- بر سر دار اک حسین بولے (نظم)
- میری شفیق، مہربان خوشدامن محترمہ نسیم اختر
- امریکہ کے ڈاکٹر بکیر ناقدین حضرت محمد ﷺ کے دفاع پر
- ریاکاری

دربارِ خلافت

خوش قسمت ہے وہ انسان جو متقی ہے اور بدبخت ہے وہ جو لعنت کے نیچے آیا ہے

(حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مزید فرماتے ہیں:

پھر (حضرت مسیح موعودؑ نے۔ناقل) فرمایا۔ ’’مکرّم و معظّم کوئی دنیاوی اصولوں سے نہیں ہو سکتا۔ خدا کے نزدیک بڑا وہ ہے جو متقی ہے۔‘‘

(تحفۂ سالانہ یا رپورٹ جلسہ سالانہ 1897ء مرتبہ حضرت شیخ یعقوب علی عرفانی صاحبؓ صفحہ 50)

پھر آپؑ فرماتے ہیں ’’دینی غریب بھائیوں کو کبھی حقارت کی نگاہ سے نہ دیکھو۔ مال و دولت یا نسبی بزرگی پر بے جا فخر کر کے دوسروں کو ذلیل اور حقیر نہ سمجھو۔ خدا تعالیٰ کے نزدیک مکرّم وہی ہے جو متّقی ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد اول صفحہ 135 ایڈیشن 2003ء)

پھر آپ نے فرمایا کہ ’’نجات نہ قوم پر منحصر ہے نہ مال پر، بلکہ اللہ تعالیٰ کے فضل پر موقوف ہے‘‘ اور فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ کے فضل کے حاصل کرنے کیلئے کیا کرنا ہے ’’اور اس کو اعمالِ صالحہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کامل اتباع اور دعائیں جذب کرتی ہیں۔‘‘

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 445 ایڈیشن 2003ء)

یعنی خدا تعالیٰ کا فضل جو ہے اس کو اعمالِ صالحہ، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل پیروی اور اتباع اور دعائیں جذب کرتی ہیں۔ پھر ایک جگہ آپ نے بڑی سختی سے تنبیہ فرمائی ہے اور الفاظ بڑے سخت ہیں۔فرمایا:

’’اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہی معزّز و مکرّم ہے جو متقی ہے۔ اب جو جماعت اتقیاء ہے خدا اُس کو ہی رکھے گا اور دوسری کو ہلاک کرے گا۔ یہ نازک مقام ہے اور اس جگہ پر دو کھڑے نہیں ہو سکتے کہ متقی بھی وہیں رہے اور شریر اور ناپاک بھی وہیں۔ضرور ہے کہ متقی کھڑا ہو اور خبیث ہلاک کیا جاوے۔ اور چونکہ اس کا علم خدا کو ہے کہ کون اُس کے نزدیک متقی ہے۔ پس یہ بڑے خوف کا مقام ہے۔خوش قسمت ہے وہ انسان جو متقی ہے اور بدبخت ہے وہ جو لعنت کے نیچے آیا ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 177 ایڈیشن 2003ء)

پس یہ تمام ارشادات جو مَیں نے پڑھے ہیں ایک حقیقی احمدی کو جھنجھوڑنے کے لئے کافی ہیں۔ آپ نے فرمایا خطرات سے پہلے اُن خطرات سے بچنے کی کوشش کرو اور خطرات سے بچنا یہی ہے کہ اپنے ہر قول و فعل کو خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کا ذریعہ بنایا جائے تا کہ پھر انسان نجات یافتوں کی فہرست میں بھی شامل ہو جائے۔ اس فہرست میں شامل ہونے کے تین طریقے آپ علیہ السلام نے بتائے ہیں۔ ایک یہ کہ نیک اعمال بجالاؤ۔ نیک اعمال کی وضاحت یہی ہے کہ ہر قدم جو ہے وہ نیکیوں کے حصول کے لئے ہو۔ اور پھر ان نیک اعمال کی نشاندہی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ سے ہو سکتی ہے اُس کو دیکھو، وہاں سے ملے گی۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ کے بارے میں حضرت عائشہؓ نے فرمایا تھا کہ آپ کے اخلاق قرآنِ کریم ہے۔

(مسند احمد بن حنبل جلد 8 صفحہ 144 مسند عائشہؓ حدیث 25108 مطبوعہ دارالکتب العلمیۃ بیروت 1998ء)

پس قرآنِ کریم کی طرف توجہ کرنی ہو گی۔

پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل پیروی کرو تو پھر حاصل ہو گا۔ پھر اپنے اعمال اور سنتِ نبوی پر چلنے کے عمل کو اللہ تعالیٰ کے حضور جھکتے ہوئے اور دعاؤں سے مزید خوبصورت بناؤ۔فرمایا یہی جماعت ہے جس کے مقدر میں کامیابی مقدر ہے۔ یہی تقویٰ پر چلنے والے لوگ ہیں جنہوں نے دنیا پر غالب آنا ہے۔

پس خوش قسمت ہیں ہم میں سے وہ جو اس اصل کو سمجھ جائیں، اس بات کو سمجھ جائیں، اس بنیادی چیز کو سمجھ جائیں اور اپنی ترجیحات دنیاوی دولت کو نہ سمجھیں بلکہ خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول اور تقویٰ کے لئے کوشش کریں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے احمدیوں کی ایک بڑی تعداد اس کے لئے کوشش کرتی ہے، اس میں کوئی شک نہیں جس کا اظہار افرادِ جماعت کے رویّوں اور قربانیوں سے ہوتا ہے۔لیکن ابھی بہت کچھ اس میدان میں آگے بڑھنے کی ضرورت ہے۔ خدا تعالیٰ ہم میں سے ہر ایک کو توفیق عطا فرمائے کہ ہم اس اہم بات کو سمجھنے والے ہوں۔تقویٰ پر چلتے ہوئے اپنی زندگیوں کو گزارنے والے ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ نے ایک متقی سے جو وعدے فرمائے ہیں، اُن سے حصہ پانے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے بہت سے وعدوں کے ساتھ متقیوں سے یہ وعدہ بھی فرمایا ہے کہ وَالۡعَاقِبَۃُ لِلۡمُتَّقِیۡنَ کہ انجام متقیوں کا ہی ہے، یعنی کامیابی اور اچھا انجام متقیوں کا ہے۔

(خطبہ جمعہ 06 جولائی 2012ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

برسرِ دار اک حسیں بولے

جب بھی وہ عہد کا حسیں بولے
عرش بولے، کبھی زمیں بولے

جب وہ بولے تو ساتھ ساتھ اس کے
ذرّہ ذرّہ بصَد یقیں بولے

چاند سورج گواہی دیں اس کی
اُس کا منکر نہیں نہیں بولے

شور برپا ہے صحنِ مقتل میں
بر سرِ دار اک حسیں بولے

اشک ہی تھے جو چپ رہے، یعنی
اشک ہی تھے جو بہتریں بولے

کب کرے اپنے جرم کو تسلیم
کس لئے مارِ آستیں بولے

یہ ہمارا ہی حوصلہ ہے میاں
قتل ہو کر بھی ہم نہیں بولے

قتلِ ناحق پہ کس لئے مضطرؔ
چپ رہے آپ، کیوں نہیں بولے

چوہدری محمد علی مضطر

میری شفیق، مہربان خوشدامن محترمہ نسیم اختر

محمد زاہد۔ جرمنی

میری نہایت ہی صد قابل احترام خوشدامن محترمہ نسیم اختر 9 مئی 2020ء کو 64 سال کی عمر میں انتقال کر گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ۔

آپ اپنے خاوند مکرم حاجی ولایت خان معلم وقف جدید کے پاس سنٹر میں ہی رہ رہی تھیں۔ آپ اس وقت بطور معلم سلسلہ وقف جدید خدمت بجا لا رہے تھے۔ آپ اپنے بیٹے کے ساتھ اپنے پوتے کے علاج کے لئے مرکز آرہی تھیں جس کے دل کا آپریشن ہونا تھا۔ 8 مئی بروز جمعۃ المبارک کو آپ کے بیٹے نے مرکز لے جانے کے لئے کہا تو سختی سے کہا کہ آج نہیں کل چلیں گے۔ صبح سحری تیار کی اور نماز فجر سے فارغ ہوئے تو بیٹے نے دوبارہ کہا کہ صبح صبح سفر کے لئے نکل پڑتے ہیں تا کہ وقت پر گھر پہنچ جائیں۔ تو اپنے بیٹے کو کہنے لگیں کہ ابھی میں نے ایک سپارہ تلاوت کرنی ہے کیا معلوم بعد میں موقع ملے نہ ملے اور پھر معلم ہاؤس کی اچھی طرح صفائی کی اس کے بعد سفر کے لئے روانہ ہونے لگیں تو دروازے پر اپنے شوہر کو سلام کیا اور خدا حافظ کہا اور پھر دعا کرنے کی درخواست کی۔ راستے میں غالباً ہارٹ فیل ہونے کی وجہ سے بائیک سے گر گئیں۔ سر پر شدید چوٹ آنے کی وجہ سے موقع پر ہی وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ۔

مئورخہ یکم مئی 2020ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے جب خطبہ میں کچھ مرحومین کا ذکر خیر فرمایا تو اپنے خاوند کو کہنے لگیں کہ حالات لکھ لینے چاہئیں۔ اچھا ہوتا ہے میں چونکہ لکھ نہیں سکتی اس لئے آپ میری طرف سے لکھ لیں۔ اگر خدانخواستہ آپ کو کچھ ہو گیا تو میں ضرور آپ کے حالات لکھواؤں گی۔ اس پر خاکسار نے کہا کہ یہ تو فوت ہوجانے والوں کے لواحقین بعد وفات لکھواتے ہیں۔ اور اس طرح بات ٹال دی۔

بلانے والا ہے سب سے پیارا
اسی پہ اے دل تو جاں فدا کر

آپ 1956ء میں مکرم چوہدری محمد خاں اور مکرمہ سید بیگم صاحبہ کے ہاں گجرات میں پیدا ہوئیں۔ آپ پانچ بہن بھائیوں جن میں مکرم چوہدری مظفر خاں، مکرم نسرین اختر صاحبہ، مکرم خالدہ پروین، مکرم نصرت بیگم شامل ہیں دوسرے نمبر پر تھیں۔

خاندان میں احمدیت کا نفوذ

آپ کے خاندان میں احمدیت حضرت مولوی حافظ احمد دین رضی اللہ تعالیٰ ضلع گجرات کے ذریعہ آئی ہے۔ جن کا ذکر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ضمیمہ انجام آتھم میں کیا ہے۔

(روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 227 اصحاب نمبر 202 مولوی حافظ احمد دین ضلع گجرات)

آپ کی خاندانی روایت کے مطابق جب حضرت مولوی حافظ احمد دین رضی اللہ تعالیٰ حضرت مسیح موعود کے ہاتھ پر بیعت کر کے قادیان سے واپس چک ضلع گجرات واپس تشریف لائے۔ آپ چونکہ امام الصلوۃ تھے مغرب کی نماز کے بعد مسجد میں موجود احباب کو بتایا کہ میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کر لی ہے۔ اس لئے آپ اپنے لئے کوئی نیا امام مقرر کر لیں۔ تا کہ بعد میں جھگڑا نہ ہو۔ یہ بات سن کر محترمہ نسیم اختر کے گھر والوں نے کہا کہ مولوی صاحب جدھر آپ ادھر ہم۔ بعد میں اس فیملی نے بھی بیعت کر لی۔ ان بیعت کرنے والوں میں مکرم چوہدری فتح خاں اور ان کے بھائی اور دیگر رشتہ دار شامل تھے۔ چوہدری فتح خاں صاحب گاؤں کے نمبردار تھے اور محترمہ نسیم اختر کے والد چوہدری محمد خاں صاحب کے بڑے بھائی تھے۔ مکرم چوہدری فتح خاں سے گاؤں والے اپنے مسائل کا فیصلہ کرواتے تھے۔ علاقہ میں آپ کی بڑی عزت تھی۔ آپ بڑے صاحب الرائے انسان تھے۔ آپ اپنے چھوٹے بھائی مکرم چوہدری محمد خاں کو ساتھ رکھتے تھے۔

سیرت اور خاوند کے ساتھ وفاداری کے ساتھ تعاون

مرحومہ کے خاوند 1978ء میں سعودی عرب میں محنت مزدوری کے لئے گئے 1985ء میں پاکستان واپس آنے پر انہوں نے زندگی وقف کرنے کا فیصلہ کیا۔ جب خاندان والوں کو پتا چلا تو انہوں محترمہ نسیم اختر کو کہا کہ اپنے شوہر کو منع کرو کہ وقف نہ کرے۔ اتنے کم الاؤنس میں گزارا کیسے کرو گی تو بڑی سختی سے سب کو منع کر دیا کہ جب انہوں نے ارادہ کر لیا تو میں کوئی اعتراض نہیں کروں گی۔ کسی سے کچھ نہیں مانگوں گی اور صبر وشکر سے اپنی زندگی گزار لوں گی۔ عیالداری کا بوجھ بڑی خوشی سے برداشت کیا۔ 3 بیٹے اور 4 بیٹیاں ہیں۔ ایک دن بھی پچھتاوے کا کوئی کلمہ منہ سے نہیں نکالا۔ نہ کبھی کوئی خواہش کی۔ اور ساری زندگی خاوند کو کسی بات کے لئے مجبور نہیں کیا۔ جتنا تھا اور جو میسر تھا اس پر ساری زندگی صابر و شاکر رہیں۔ توکل سے زندگی گزار دی۔ بچوں کی پڑھائی سے لیکر ان کی شادیوں تک کے سارے انتظامات خود کر دیتے اور کبھی خاوند کو فکر مند نہیں ہونے دیا۔ آپ کے خاوند کا بطور معلم سلسلہ مختلف سنٹرز میں تبادلہ ہوتا رہتا تو مرکز میں اکیلی بچوں کو سنبھالتیں اور سارے خاندان سے رابطہ اور تعلق کو مضبوط رکھنے کی کوشش کرتیں۔ خدا کی راہ میں خرچ کرتیں۔ چندہ جات کی بروقت ادائیگی اور غریبوں کی مالی امداد میں ہمیشہ بڑھ چڑھ کر حصہ لیتیں۔ غریب رشتہ داروں کا خیال رکھتیں اور ان کی ضروریات پوری کرنے کے لئے ہر وقت تیار رہتیں۔ تحریک جدید اور وقف جدید کے چندہ جات نئے سال کا اعلان ہوتے ہی ادا کر دیتیں تا کہ سال کے آخر میں اضافی ادائیگی کی توفیق مل سکے اور بچوں کو بھی اس کی تلقین کرتیں۔

عزیز و اقارب سے حسن سلوک

آپ اپنے عزیز و اقارب کے ساتھ بہت ہی حسن سلوک سے پیش آتی تھیں۔ رحمی رشتہ داروں سے محبت اور شفقت کا سلوک کرتی تھیں۔ اس کا عملی نمونہ آپ نے اپنی زندگی میں دکھا دیا۔ ایسے رشتہ داروں کو بھی معاف کر دیا۔ جنہوں نے آپ کو بہت تکلیف دی تھی۔ اور پھر کبھی محسوس نہیں ہونے دیا کہ اس رشتہ دار نے میرے ساتھ کبھی برا سلوک کیا تھا۔ یہ کام ایک باہمت اور حوصلہ مند آدمی کا ہوتا ہے۔ باقاعدگی کے ساتھ ان رشتہ داروں کے گھر جاتیں اور ان کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھاتیں اور ایسا محسوس کرواتیں کہ ماضی میں کچھ ہوا ہی نہیں۔

بہترین خوشدامن اور بہترین ماں

آپ ایک بہترین خوشدامن اور ایک بہترین ماں تھیں۔ خاکسار کا آپ کے ساتھ کوئی خونی رشتہ نہیں تھا۔ تاہم اس کے باوجود میرے ساتھ ان کا سلوک ایک حقیقی بیٹے جیسا تھا۔ ہمیشہ اپنی بہوؤں کو اپنی بیٹیوں کی طرح سمجھا اور ان کی ہر ضرورت کا خیال رکھا۔ کبھی کسی طرح کا کوئی فرق نہیں رکھا۔ اپنی بیٹیوں کی بہترین تربیت کی۔ ہمیشہ یہی نصیحت کی کہ جتنا اللہ تعالیٰ نے دیا اس پر صبر وشکر کے ساتھ گزارا کریں اور اللہ تعالیٰ پر توکل کریں۔ میری اہلیہ بتاتی ہیں کہ میری والدہ کو قرض سے بہت نفرت تھی اور فرماتی تھیں کہ قرض لینے سے اجتناب کرنا چاہیئے۔

نظام جماعت کے ساتھ آپ اور آپ کی اولاد کی وابستگی

ربوہ میں قیام کے دوران محلہ میں لجنات کے کاموں میں بھرپور حصہ لیتیں۔ جماعتی دورے کرتیں، گھروں میں جاتیں اور دعوت الی اللہ کے کاموں میں باہر کے دیہات میں بھی وفد کے ساتھ جاتی تھیں۔ ان کی تصویر بہترین لجنات محلہ کے طور پر لجنہ ہال دفتر میں لگی ہوئی ہے۔ آپ کی چاروں بیٹیاں اور داماد اس وقت کسی نہ کسی رنگ میں جماعتی خدمت کر رہے ہیں۔ اور نظام جماعت کے ساتھ پختگی کے ساتھ وابستہ ہیں۔ خاکسار کو اس وقت بطور صدر جماعت زوایسٹ جرمنی خدمت کی توفیق مل رہی ہے۔

بچوں کی شادیوں سے فراغت کے بعد اپنے خاوند کے ساتھ سنٹر میں رہنا شروع کر دیا تھا کہ اب میرے خاوند سے کام نہیں ہوتے۔ میرے سسر جس سنٹر میں بھی جاتے وہاں کے لوگوں کو اپنے تعلق، پیار اور سادگی سے اپنا گرویدہ بنالیتیں۔ جس سنٹر میں بھی اپنے خاوند کے ساتھ رہیں آج تک لوگ انہیں یاد کرتے ہیں۔ جس سنٹر میں آپ کے خاوند کا تبادلہ ہوتا اس گاؤں کے ان گھر والوں کو کوئی نہ کوئی تحفہ ضرور دیتیں۔ جنہوں نے آپ کے خاوند کے کھانے پینے اور معلم ہاؤس کی صفائی وغیرہ کا خیال رکھا ہوتا۔ محدود الاؤنس میں ساری زندگی گذاری۔ اور اپنے کسی عزیز کو کبھی یہ محسوس نہ ہونے دیا کہ مجھے کوئی مالی تنگی اور کسی چیز کی ضرورت ہے۔ جب آپ کے خاوند کی ضلع وہاڑی میں بطور معلم وقف جدید تقرری ہوئی تو تقریباً دو سال سے ساتھ ہی رہ رہی تھیں۔ اس عرصہ میں گاؤں والوں سے گھل مل گئیں۔ رابطہ اور تعلق کی وجہ سے سب کو اپنے ساتھ ملا لیا۔ ان کی وفات کی خبر سن کر سب احمدی احباب غمزدہ اور غمگین ہو گئے۔

ضلع گجرات کے جماعتی حالات اور آپ کا قابل دید نمونہ

جب 16 جولائی 1989ء کو چک کے حالات مخالفین احمدیت نے جان بوجھ کر خراب کئے اور مخالفین نے گھروں کو آگ لگانی شروع کی تو بڑی بہادری کے ساتھ گھر کا سامان جلتے ہوئے دیکھتی رہیں اور بڑے درد کے ساتھ دعائیں کرتی جاتیں اور کہنے لگیں انکو جلانے دیں اللہ تعالیٰ ہمیں اور دے گا۔ سارے خاندان کو بچانے کے لئے بڑی بہادری کا مظاہرہ کیا۔ کسی بڑے یا بچے کو کوئی آنچ نہ آنے دی۔ ایک مخالف احمدیت نے کہا کہ اب اپنے حضور کو کہو کہ وہ تمہیں دے تو بڑی بہادری سے جواب دیا۔ نہ حضور نے ہمیں پہلے دیا اور نہ اب دیں گے بلکہ بڑی جرآت اور غیرت

مندی کے ساتھ فرمایا پہلے بھی میرے رب نے دیا اور اب بھی وہی دے گا۔ پھر آپ چک سے ہجرت کر کے اپنے خاندان والوں کے ساتھ ربوہ آگئیں اور نئے سرے سے زندگی کا آغاز کیا اور ہمیشہ صبر اور توکل سے زندگی گذاری۔ اور واقعی اللہ تعالیٰ نے آپ کو بہت دیا۔ اس وقت آپ کی تین بیٹیاں اور ایک بیٹا اور دو داماد جرمنی میں مقیم ہیں جبکہ ایک داماد یونان میں ہے۔ باوجود غریبی اور کمزور حالات کے عزیز رشتہ داروں کی غمی خوشی میں شریک ہوتیں نہ کبھی کسی میں فرق کیا اور نہ کسی سے پیچھے رہیں۔

عبادت اور عشق قرآن کریم

نمازوں، عبادات، نوافل اور روزوں کی تکمیل میں ہمیشہ کاربند رہتیں۔ نماز تہجد باقاعدگی کے ساتھ ادا کرتی تھیں۔ درود شریف کا کثرت سے ورد کرتیں بچوں کو ہمیشہ نماز کی تلقین کرتیں اور پھر نظر رکھتیں کہ کوئی بچہ نماز پڑھنے سے رہ نہ جائے۔ اسی طرح رمضان میں نمازوں اور عبادات کا خاص اہتمام کرتیں۔ کم از کم دو دفعہ باترجمہ اور ایک دفعہ ناظرہ کا دور مکمل کرتیں۔ اپنی وفات سے قبل رمضان المبارک میں دو مرتبہ قرآن کریم کا دور مکمل کر چکی تھیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپکی اولاد بھی قرآن کریم کے ساتھ عشق کرتی ہے آپ نے اپنی چار بیٹیوں کو باترجمہ قرآن کریم مکمل پڑھایا۔

آپ لمبے عرصہ سے شوگر کی مریضہ تھیں۔ مسلسل علاج جاری تھا کچھ عرصہ سے شوگر لیول اچانک گر جاتا تھا جس کی وجہ سے خاصی فکرمند رہتی تھیں۔ لیکن آپ نے کبھی کسی سے تکلیف کا اظہار نہ کیا۔ اور نہ ہی بیماری کو اپنے اوپر حاوی ہونے دیا۔ روزے نہ رکھنے کا بہت افسوس تھا۔ فدیہ باقاعدگی سے ادا کرتی تھیں۔

صفائی نصف ایمان ہے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ صفائی نصف ایمان ہے۔ گھر کی صفائی کا بہت زیادہ خیال رکھتیں۔ اپنے خاوند مکرم حاجی ولایت خاں معلم وقف جدید کے ظاہری لباس کا بہت زیادہ خیال رکھتیں۔ فرماتی تھیں کہ لباس صاف ستھرا ہونا چاہیے تا کہ کوئی یہ نہ کہے کہ معلم صاحب کا لباس صاف ستھرا نہیں ہوتا۔ آخری دنوں میں اپنے شوہر کی ہر چیز کی صفائی کا بڑا اہتمام کرتیں ہر وقت کپڑے اور جوتے صاف کرتی رہتیں۔

روزنامہ الفضل سے ذاتی تعلق

صبح دس بجے کے قریب اپنے گھر کے سارے کام کاج مکمل کر کے چارپائی پر بیٹھ جاتی تھیں۔ الفضل کا مطالعہ گہرائی کے ساتھ کرتی تھیں۔ خاکسار کو بھی بطور کارکن الفضل ربوہ میں خدمت کا موقع ملا ہے۔ آپ کے دو بیٹوں کو بھی الفضل کی خدمت کا موقع ملا ہے۔ ربوہ میں الفضل لوکل سطح پر تقسیم کیا جاتا تھا۔ جو احباب الفضل تقسیم کرتے تھے ان کو معمولی معاوضہ ملتا تھا۔ آپ کے دو بیٹوں نے یہ خدمت سرانجام دی۔ حالانکہ اس کے بدلہ میں معمولی رقم ملتی تھی۔

رسم و رواج سے اجتناب

نظام جماعت کی طرف سے ظاہری رسم و رواج سے اجتناب کرنے کی سختی سے تلقین کی جاتی ہے۔ آپ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے اس پر سختی سے کاربند تھیں۔ اس بات کا مشاہدہ خاکسار نے اپنی شادی کے موقع پر بھی خود کیا۔ جب آپ کی بیٹی کی رخصتی ہونے لگی۔ کسی قسم کی کوئی رسم ادا نہیں کی گئی۔ جیسا کہ بعض احباب دودھ پلائی اور دوسری رسمیں ادا کرتے ہیں۔ آپ اسلام احمدیت یعنی حقیقی اسلام کا اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے عملی نمونہ تھیں۔ خلیفہ وقت کی ہدایت پر عمل کرنے کی ہر ممکن کوشش کرتیں۔

خلیفۂ وقت کی طرف سے تعزیتی خطوط

آپ کی وفات کے بعد سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی طرف سے تعزیتی خطوط آپ کے بیٹے اور بیٹی کو موصول ہوئے جس میں آپ نے تعزیت فرمائی اور نماز جنازہ غائب پڑھانے کا وعدہ فرمایا۔ جلسہ سالانہ برطانیہ 2021ء کے موقع پر جن مرحومین کے لئے دعائے مغفرت کا اعلان ہوا اس میں آپ کا نام بھی شامل تھا مرحومین کی لسٹ روزنامہ الفضل آن لائن لندن میں مؤرخہ 7 ستمبر 2021ء کو شائع ہوئی۔ جس میں نمبر 68 پر آپ کا نام بھی شامل اشاعت تھا۔

لواحقین

آپ نے پسماندگان میں اپنے شوہر مکرم حاجی ولایت خان معلم وقف جدید کے علاوہ چار بیٹیاں اور تین بیٹے یادگار چھوڑی ہیں۔

مکرمہ شمیم ناصر اہلیہ مکرم ناصر احمد

مکرمہ شبنم اختر اہلیہ مکرم محمد زاہد جرمنی

مکرم عبد الاعلیٰ صاحب

مکرم عبد العلی صاحب

مکرمہ مریم صدیقہ اہلیہ مکرمہ مقصود احمد جرمنی

مکرمہ عائشہ صدیقہ اہلیہ مکرم عمر ایاز احمد جرمنی

مکرم عادل خاں صاحب

آپ کی اولاد کسی نہ کسی رنگ میں جماعتی خدمت کر رہی ہے اور نظام جماعت کے ساتھ وابستہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو متعدد پوتے اور پوتیوں نواسے اور نواسیوں سے نوازا تھا۔ آپ کی ایک نواسی عزیزہ عزیٰ آئلہ کو 2019ء میں قرآن کریم حفظ کرنے کی توفیق ملی۔ اسی طرح خاکسار کے دونوں بچے (نواسی عزیزہ غزالہ تحریم زاہد اور نواسہ عزیزم ودود احمد خاقان) اس وقت قرآن کریم حفظ کر رہے ہیں۔ میری خوشدامن اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے موصیہ تھیں۔ اپنا حصہ جائیداد اپنی زندگی میں ادا کر دیا تھا۔ اور تدفین بہشتی مقبرہ میں عمل میں آئی۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ آپ کے ساتھ مغفرت کا سلوک فرمائے اور آپ کو اپنے پیاروں کے قرب میں اعلیٰ علیین میں جگہ دے اور آپ کی اولاد کے حق میں آپ کی ساری دعائیں قبول فرمائے۔ آمین یَارَبَّ الْعَالَمِیْنَ۔

آج کی دعا

رَبِّ اَصْلِحْ اُمَّةَ مُحَمَّدٍ

(براہین احمدیہ، روحانی خزائن جلد نمبر 1 صفحہ 266۔ تذکرہ صفحہ 37 ایڈیشن چہارم)

ترجمہ: اے میرے رب! امت محمدیہ کی اصلاح فرما۔

اَصْلِحْ بَیْنِیْ وَبَیْنَ اِخْوَتِیْ

(تذکرہ صفحہ 713)

ترجمہ: اے میرے اللہ! مجھ میں اور میرے بھائیوں میں اصلاح فرما۔

یہ حضرت اقدس مرزا غلام احمد مسیح موعود علیہ السلام بانی سلسلہ احمدیہ کی مسلمانوں کی ہدایت کے لئے دعائیں ہیں۔

ہمارے پیارے آقا سیّدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدّہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز دنیا کی ہدایت کے لئے مسلسل دعاؤں کی تحریک فرما رہے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں:

پس ساری باتیں جو آپ نے سنیں یہ تقاضا کرتی ہیں کہ ہم دنیا کی ہدایت کے لئے دعا کریں۔ مسلمانوں کی ہدایت کے لئے بھی دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ انسانیت کو بھی تباہ ہونے سے بچائے۔ آج کل جس نہج پر خدا تعالیٰ کو بھول کر انسانیت چل رہی ہے، ایک ملک دوسرے ملک سے جس طرح (ظاہراً نہیں بھی) تو اندر ہی اندر پرخاش رکھے ہوئے ہے، ایک دوسرے کو نقصان پہنچانے کی کوشش کر رہے ہیں اور بڑی تیزی سے اس طرف جا رہے ہیں جہاں جنگ عظیم کا بڑا واضح امکان نظر آ رہا ہے۔ اس سے پھر انسانیت کی تباہی ہونی ہے۔ اس لئے ہمیں یہ دعا خاص طور پر کرنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ جہاں جنگ کے شر سے اور جنگ کی آفات سے سب احمدیوں کو محفوظ رکھے وہاں مسلم امہ کو بھی محفوظ رکھے اور تمام انسانیت کو بھی محفوظ رکھے۔ اگر ایک لحاظ سے دیکھا جائے تو دنیا بالکل آگ کے کنارے پر کھڑی ہے اور کسی وقت بھی یہ کنارا گرے گا اور ایک خوفناک تباہی اور آفت آنے والی ہے۔ اس لئے بہت زیادہ دعاؤں کی ضرورت ہے۔ اس طرف خاص توجہ دیں۔ اگر آج دنیا میں کوئی بچا سکتے ہیں تو احمدی دعاؤں سے بچا سکتے ہیں کیونکہ یہی لوگ ہیں جو حقیقی مومن بھی ہیں اور اس جماعت میں شامل ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت ہے۔ پس خاص کوشش سے اپنے اندر بھی تبدیلیاں پیدا کرتے ہوئے اور دنیا کی تباہی کو بھی مدنظر رکھتے ہوئے خاص طور پر بہت دعائیں کریں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(خطبہ جمعہ 13؍ فروری 2009ء بحوالہ الفضل انٹرنیشنل جلد 16 شمارہ 10 مورخہ 6 مارچ تا 12 مارچ 2009ء صفحہ 5 تا صفحہ 9)

مرسلہ: مریم رحمٰن

تحریر ڈاکٹر انتھونی جارج بیکر آف فلاڈلفیا، امریکہ

ڈاکٹر بیکر ناقدین حضرت محمدؐ کے دفاع پر

ترجمہ ڈاکٹر محمود احمد ناگی کولمبس اوہایو، امریکہ

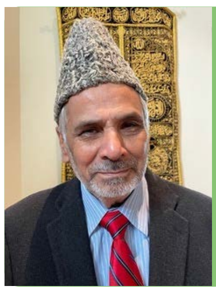

مصنف کے بارے میں

ڈاکٹر انتھونی جارج بیکر امریکہ کی ریاست پینسلوینیا (Pennsylvania) کے شہر فلاڈلفیا (Philadelphia) کے پہلے احمدی کے طور پر جانے جاتے ہیں۔انہوں نے 1904ء میں احمدیت قبول کی۔ وہ امریکہ کے ابتدائی احمدیوں میں سے ایک ہیں۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان کا ذکر اپنی تصنیف براہین احمدیہ جلد پنجم کے صفحہ 81 پر کیا ہے۔وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جاری کردہ انگریزی رسالہ ریویو آف ریلیجنز کا شوق سے مطالعہ کرتے تھے۔حضرت مفتی محمد صادقؓ کے ایک خط کے جواب میں ڈاکٹر بیکر نے 28 اکتوبر 1904ء کو اس بات کی تصدیق کی وہ مذہب اسلام کے پیروکار ہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے تمام دعوی کی تصدیق کرتے ہیں۔ڈاکٹر بیکر نے بعد میں پھر لکھا کہ وہ ایک سچے مسلمان ہیں، قرآن اور اس کا ترجمہ پڑھتے ہیں اور جو بھی اسلام میں ضروری ہے اسے سرانجام دیتے ہیں۔

ڈاکٹر انتھونی جارج بیکر آف فلاڈلفیا کا ایک مضمون An American Doctor on Islam ”ایک امریکن ڈاکٹر اسلام پر“ رسالہ ریویو آف ریلیجنز انگریزی، فروری 1912ء میں صفحات 61 تا 77 پر شائع ہوا تھا۔ اس مضمون کے ایک اقتباس کا اردو ترجمہ الفضل کے قارئین کے لئے پیشِ خدمت ہے۔ ڈاکٹر بیکر کے اس مضمون سے عیسائی مؤرّخین کی جانب داری، تنگ نظری اور یک طرفی کی قلعی کھل کر سامنے آجاتی ہے۔ڈاکٹر بیکر نے سو سال پہلے حضرت محمد ﷺ کے ناقدین کا جس طرح دفاع کیا ہے، وہ قابلِ تحسین ہے۔

”اگر یہ سوال کیا جائے کہ محمد ﷺ کون تھے۔نام نہاد عیسائی دنیا ان کو ایک دھوکے باز خیال کرتی ہے۔ یہ کہا جاتا ہے کہ اس نے مذہب اسلام اس لئے شروع کیا تھا تا کہ وہ مکّہ کا حکمران بن سکے۔

اس معاملہ کی ہم چھان بین کرتے ہیں۔ اگر ہم عیسائی صاحبِ اختیار سے رجوع کریں تو ہمیں معلوم ہو گا کہ ان کے بیان کردہ تمام حقائق جھوٹ پر مبنی ہیں۔یقینی طور پر ماسوائے چند ان کی سب تحقیقات جھوٹ کا پلندہ ہیں۔کوئی بھی عیسائی ایسا نہیں جو تحریر کرتے وقت محمدؐ کے ساتھ انصاف کے تقاضے پورے کرے۔ اصل بات یہ ہے کہ یہ سب لوگ تاریخ میں کسی بھی نامور شخصیت کے ساتھ انصاف کا سلوک روا نہیں رکھتے، مثلاً کنفیوشیس (Confucius)، چین کے لاؤس ٹے (Laos-te)، انڈیا کے بدھا (Buddha) یا ایران کے زوروسٹر (Zoroaster)۔ رومن کیتھولک لوتھر (Luther) کے ساتھ بھی انصاف نہیں کرتے اور نہ آئندہ کبھی کریں گے۔ آپ کو وہ بتائیں گے کہ لوتھر، کیٹ (Kate) کے ساتھ عشق کرتا تھا اور اس سے شادی رچانے کے درپے تھا۔لوتھر نے اس عورت کی خاطر اپنی خانقاہ (Monastery) ترک کر دی اور کلیسائے روم کے ساتھ بھی ناطہ توڑ کر ایک علیحدہ مذہب پروٹسٹنٹ (Protestant) کی بنیاد ڈالی۔لیکن وہ احباب جو تاریخ سے شغف رکھتے ہیں وہ اس دلیل کو سراسر جھوٹ قرار دیتے ہیں۔

ایک دفعہ میں نے اپنی جوانی کے دنوں میں عیسیٰؑ کی زندگی کے متعلق ایک کتاب کا مطالعہ کیا تھا جو ایک یہودی کی لکھی ہوئی تھی۔اس کتاب کا مقصد نوجوان یہودیوں کو ہدایات دینا تھا۔ مجھے یہ کتاب ایک یہودی رابی نے مستعار دی تھی۔ اس کتاب کے مندرجات میں عیسیٰؑ اور ان کی والدہ کے بارے میں سوائے گند کے کچھ نہ لکھا تھا۔مصنّف نے عیسیٰؑ کو ڈھونگ رچانے والا، فریبی اور دھوکا باز قرار دیا تھا اور ان کی والدہ کو ایک بری عورت کے روپ میں پیش کیا تھا۔ وغیرہ وغیرہ۔ عیسائی لکھاریوں نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اسی پیرائے میں دنیا کے سامنے پیش کیا ہے۔

سر ولیم میور (Sir William Muir) اور وہ جنہوں نے اسے نقل کیا ہے یہی طریقہ کار اپناتے ہیں۔ جدید زمانہ میں اگر کسی نے محمدؐ کے بارے میں سچ بولنے یا لکھنے کی جرأت کی اس کا نام گبن (Gibbon) ہے۔اس کی تحریر کردہ کتاب Decline and Fall of Roman Empire (رومی سلطنت کی گراوٹ اور اس کا زوال) میں محمدؐ پر مضمون نے تمام انگریزی بولنے والے لوگوں کو حیران کر دیا تھا۔ اس کے بعد بوسورتھ سمتھ (Bosworth Smith) اور انگریز نژاد یہودی ایمانول ڈیوش (Emmanuel Deutch) نے بھی سچ کا ساتھ دیا۔ اس کے علاوہ کئی لوگوں نے محمدؐ کے بارے میں سچائی کا ساتھ نہ چھوڑا۔ان میں وہ نئے انگریز، فرانسیسی اور جرمن لوگ شامل ہیں جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری 25 سالوں میں آپؐ کی تبلیغ سے ہی اسلام لائے۔

میرے احبابِ اختیار میں ایک شخص محمد باقر ہے جس نے ایک ضخیم لیکن جامع کتاب ”حیات القلوب“ تحریر کی۔ عیسائی دنیا کے فردِ واحد مصری بشپ البدوی (Al-Badawy) ہیں جن سے میری شناسائی ہے۔ انہوں نے محمدؐ کی سچائی کی بابت بہت کچھ کہا اور تحریر کیا۔ کتاب رومی سلطنت کی گراوٹ اور زاول کے زیادہ تر حوالہ جات البدوی کی تحریرات سے لئے گئے ہیں۔ حیات القلوب میں محمدؐ کے سلسلہ نسب کا مکمل احوال درج ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کے رسول ہیں جیسے ان سے پہلے اسماعیلؑ، ابراہیمؑ اور آدمؑ تھے۔ البدوی ہمیں بتاتے ہیں کہ محمدؐ کے قریبی سلف کون کون تھے؟ اور مکہ کی حکومت میں ان کی کیا حیثیت اور مقام تھا۔ البدوی کی کتاب میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے قریبی عزیزوں کی پیدائش اور ماں باپ کے بارے میں بھی تمام معلومات کی تفصیل درج کی ہوئی ہے۔“

بقیہ: ریاکاری...... از صفحہ 6

معلوم کہ اگر اچھے کھانے میں تھوڑا سا زہر پڑ جاوے تو وہ سارا زہریلا ہو جاتا ہے۔ اور بعض ایسے ہیں جو چھوٹے چھوٹے (گناہ) ریاکاری وغیرہ جن کی شاخیں باریک ہوتی ہیں اُن میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ اگرچہ ظاہری طور پر ہر انسان سمجھتا ہے کہ یہ بڑے دیندار ہیں لیکن عُجب اور ریا اور باریک باریک معاصی میں مبتلا ہیں جو کہ عارفانہ خوردبین سے نظر آتے ہیں اب اللہ تعالیٰ نے یہ ارادہ کیا ہے کہ دنیا کو تقویٰ اور طہارت کی زندگی کا نمونہ دکھائے۔ اسی غرض کے لیے اس نے یہ سلسلہ قائم کیا ہے۔ وہ تطہیر چاہتا ہے اور ایک پاک جماعت بنانا اس کا منشاء ہے“۔

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 83)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”مجھے۔۔۔۔۔ ایک نقل یاد آئی کہ ایک بزرگ کی کسی دنیا دار نے دعوت کی جب وہ بزرگ کھانا کھانے کے لیے تشریف لے گئے تو اس متکبر دنیا دار نے اپنے نوکر کو کہا کہ فلاں تھال لانا جو ہم پہلے حج میں لائے تھے اور پھر کہا دوسرا تھال بھی لانا جو ہم دوسرے حج میں لائے تھے۔ اور پھر کہا کہ تیسرے حج والا بھی لیتے آنا۔ اس بزرگ نے فرمایا کہ تُو تو بہت ہی قابل رحم ہے ان تینوں فقروں میں تو نے اپنے تینوں ہی حجوں کا ستیاناس کر دیا۔ تیرا مطلب اس سے صرف یہ تھا کہ تو اس امر کا اظہار کرے کہ تو نے تین حج کیے ہیں اس لیے خدا نے تعلیم دی ہے کہ زبان کو سنبھال کر رکھا جائے اور بےمعنی بے ہودہ بے موقع باتوں سے احتراز کیا جائے۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ 422)

ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

”خود انسان کو اگر وہ حقیقت پسند بن کے اپنا جائزہ لے تو پتہ لگ جاتا ہے کہ یہ کام جو وہ کر رہا ہے یہ دنیاوی دکھاوے کے لئے ہے یا خدا تعالیٰ کی خاطر؟ اگر انسان کو یہ پتہ ہو کہ میرا ہر عمل خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے ہونا چاہئے اور ہو گا تو تبھی مجھے ثواب بھی ملے گا تو تبھی وہ نیک اعمال کی طرف کوشش کرتا ہے۔ تبھی وہ اس جستجو میں رہے گا کہ میں زیادہ سے زیادہ نیک اعمال کی تلاش کروں اور اُن پر عمل کروں۔ اور جب یہ ہو گا تو پھر نہ ریا پیدا ہو گی نہ دوسری برائیاں پیدا ہوں گی۔

(خطبہ جمعہ بیان فرمودہ 30/ مارچ 2012ء)

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے تمام کام، تمام عبادات اور نیکیاں اپنی رضا کے لیے کرنے کی توفیق دے اور وہ ہر قسم کے دکھاوے اور ریاکاری سے پاک ہوں اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بھی قبولیت کا درجہ پانے والے ہوں۔ آمین

محمد شاہد تبسم

ریا کاری کے نقصانات

ریا کاری، نام ونمود اورشہرت کا جذبہ، نہایت قبیح عادت اور برے اخلاق و کردار میں سے ہے۔ اسلام کی اخلاقی تعلیمات میں اس بات کو بڑی اہمیت دی گئی کہ بندۂ مومن جو بھی نیک کام کرے وہ اللہ کے لئے کرے، اس کا دل اخلاص وللّٰہیت کے جذبہ سے معمور ہو، اس کا مقصدعمل صالح سے اللہ کی رضاجوئی اورخوشنودی کا حصول ہو نہ کہ نام ونمود اور لوگوں میں اپنے کو بڑا اظاہر کرنا یا ان کی تعریف اور دنیاوی فائدہ حاصل کرنا ہو۔ اللہ تعالیٰ بڑا بے نیاز ہے، اسے وہ نیکی ہرگز قبول نہیں جس کے کرنے میں بندہ مخلص نہ ہو، اللہ کی رضاجوئی چھوڑ کر کسی اور کو خوش کرنے یا دنیاوی فائدہ حاصل کرنے کی غرض سے وہ نیکی انجام دی گئی ہو۔ ریا کاری، اخلاص کے منافی اور اس کی ضد ہے۔ اخلاص کا مطلب ہے کوئی کام خالص اللہ کیلئے کرنا جبکہ ریا کاری کا مطلب ہے اللہ کو چھوڑ کر دوسروں کو دکھانے کے لئے کوئی کام کیا جائے تا کہ وہ تعریف کریں، عزت افزائی کریں یا ان سے کوئی اور دنیاوی فائدہ حاصل ہو۔ اس قبیح عادت کے لئے ’’رِئَآءَ‘‘ (دکھلاوے) کا لفظ قرآن پاک میں جابجا استعمال ہوا ہے جبکہ احادیث میں اس مفہوم کے لئے رِئَآءَ کے علاوہ ’’سمعہ‘‘ (سنانے) کے الفاظ آئے ہیں۔ ریا کا تعلق قوت بصارت (دیکھنے دکھانے) سے ہے جبکہ سمعہ کا تعلق قوت سماعت (سننے سنانے) سے چنانچہ بعض اہل علم نے ان دونوں میں یہ فرق بھی کیا ہے کہ کوئی عمل لوگوں کو دکھانے کے لئے کیا جائے اور لوگ اس کو دیکھ لیں تو یہ ’’رِئَآءَ‘‘ ہے جبکہ ’’سمعہ‘‘ یہ ہے کہ بندہ کوئی عمل اور نیکی اللہ کے لئے کرے یا چھپ کر کرے لیکن پھر شہرت پانے یا لوگوں کی خوشنودی پانے یا ان سے کوئی فائدہ حاصل کرنے کی غرض سے اپنی نیکی کا چرچا کرے اور لوگوں کو سنائے کہ میں نے فلاں کام کیا اور فلاں نیکی بھی میں نے کی وغیرہ۔ الغرض رِئَآءَ وسمعہ (نیکی اور عمل صالح پر لوگوں کی خوشنودی اور ان سے فائدہ حاصل کرنے کا جذبہ) نہایت قبیح عبادت اور اللہ کو سخت ناپسند ہے۔قرآن و حدیث میں اس کی سخت مذمت بیان ہوئی ہے۔ اخلاص کے بجائے ایسی مذموم اور فاسد نیت سے نہ صرف یہ کہ نیکی ضائع ہوجاتی اور بندہ اجر وثواب سے محروم رہ جاتا ہے بلکہ یہ شدید عذابِ الٰہی کا بھی باعث ہے۔

ریا کاری کی مذمت قرآن میں

قرآن پاک میں جابجا ریا کی مذمت بیان ہوئی۔ اسے باعث عذاب اور نیکی کو ضائع کرنے والا عمل قرار دیا گیا، یعنی جس نیکی میں بھی ریا شامل ہوجائے وہ نیکی ضائع ہوجاتی ہے، اللہ تعالیٰ کے ہاں شرف قبولیت نہیں پاتی۔ صدقہ وخیرات کے ضمن میں اللہ تعالیٰ اہل ایمان کو مخاطب کرکے ارشاد فرماتا ہے:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تُبۡطِلُوۡا صَدَقٰتِكُمۡ بِالۡمَنِّ وَ الۡاَذٰی ۙ كَالَّذِیۡ یُنۡفِقُ مَالَهٗ رِئَآءَ النَّاسِ وَ لَا یُؤۡمِنُ بِاللّٰهِ وَ الۡیَوۡمِ الۡاٰخِرِ

(البقرہ:265)

اے ایمان والو! اپنے صدقات کو احسان جتا کر اور تکلیف پہنچا کر ضائع نہ کرو اُس شخص کی طرح جو اپنا مال لوگوں کو دکھانے کے لئے خرچ کرتا ہے اور اللہ پر اور یوم آخرت پر ایمان نہیں رکھتا ’’معلوم ہوا کہ دکھاوے کے لئے خرچ کرنا فائدہ مند نہیں۔ اس میں اس طرف بھی اشارہ ہے کہ ریا کاری درحقیقت اہل ایمان کی خصلت ہے ہی نہیں۔ یہ ان لوگوں کا شیوہ ہے جو اللہ تعالیٰ پر اور یوم آخرت پر ایمان نہیں رکھتے چنانچہ ایک دوسرے مقام پر ریا کاری کو منافقین کی خصلت قرار دیا گیا، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِنَّ الۡمُنٰفِقِیۡنَ یُخٰدِعُوۡنَ اللّٰهَ وَ هُوَ خَادِعُهُمۡ ۚ وَ اِذَا قَامُوۡۤا اِلَی الصَّلٰوۃِ قَامُوۡا كُسَالٰی ۙ یُرَآءُوۡنَ النَّاسَ وَ لَا یَذۡكُرُوۡنَ اللّٰهَ اِلَّا قَلِیۡلًا

(النساء:143)

’’بے شک منافق للہ سے چالبازیاں کر رہے ہیں اور وہ انہیں اس چالبازی کا بدلہ دینے والا ہے اور جب نماز کو کھڑے ہوتے ہیں تو بڑی کاہلی کی حالت میں کھڑے ہوتے ہیں، صرف لوگوں کو دکھاتے ہیں اور یاد الٰہی تو یونہی سی برائے نام کرتے ہیں۔‘‘

اسی طرح ایک مقام پر نماز میں سستی وغفلت کرنیوالے ریا کاروں کیلئے ہلاکت کی وعید سنائی گئی ہے، للہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

اَلَّذِیۡنَ هُمۡ عَنۡ صَلَاتِهِمۡ سَاهُوۡنَ ۙ﴿۶﴾ الَّذِیۡنَ هُمۡ یُرَآءُوۡنَ

(الماعون:6۔7)

ترجمہ ’’ہلاکت و بربادی ہے اُن نمازیوں کے لئے جو اپنی نماز سے غافل ہیں وہ جو ریا کاری کرتے ہیں۔‘‘ یعنی نمازوں کا کما حقہ اہتمام نہیں کرتے، انکی ادائیگی میں غفلت برتتے ہیں۔ ریا کاری دراصل کافروں کا شیوہ اورمنافقوں کی خصلت ہے۔

قبولیت عمل میں اہم شرطیں ہیں

ایک تو یہ کہ وہ عمل شریعت اور سنت کے مطابق ہو۔ یہ ’’عمل صالح‘‘ ہے اور حقیقت میں وہی عمل ’’نیک‘‘ کہلانے کا مستحق ہے جو مطابقِ سنت ہو۔

اسی طرح قبولیت عمل کی دوسری شرط یہ ہے کہ وہ عمل اور نیکی اخلاص کے ساتھ اللہ کی رضاجوئی کیلئے انجام دی گئی ہو۔ دوسروں کو دکھانے کیلئے ریا کاری کے جذبہ سے انجام نہ دی گئی ہو۔

کئی احادیث میں ریا کاری کو صراحت کے ساتھ شرک، ’’شرک اصغر‘‘ اور ’’شرک خفی‘‘ کہا گیا ہے۔محمود بن لبیدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے ارشاد فرمایا:

’’میں تمہارے بارے میں سب سے زیادہ ’’شرک اصغر‘‘ سے ڈرتا ہوں۔صحابہ کرامؓ نے دریافت کیا یا رسول اللہ !شرک اصغر کیا ہے؟ آپ نے فرمایا ریا کاری۔‘‘

(مسند احمد الرسالہ روایت 23630)

ایک اور روایت میں رسول للہ نے اپنی اُمت کے بارے میں شرک کا خوف ظاہر فرمایا۔ آپ ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ کیا آپ کے بعد آپ کی اُمت شرک میں مبتلا ہوجائیگی؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہاں! پھر یہ وضاحت فرمائی کہ وہ لوگ چاند سورج کی پتھر اور بتوں کی پرستش نہیں کرینگے لیکن ریا کاری کریں گے اور لوگوں کو دکھانے کیلئے نیک کام کرینگے۔

(ابن ماجہ، کتاب الزھد باب الریا والسمعہ)

حضرت ابوسعید خدریؓ روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم لوگ بیٹھے مسیح دجال کا تذکرہ کررہے تھے، اس دوران رسول للہ تشریف لائے اور فرمایا:

کیا تمہیں وہ چیز نہ بتادوں جو میرے نزدیک تمہارے لئے دجال سے (یعنی دجال کے فتنہ سے) بھی زیادہ خطرناک ہے؟ ہم نے عرض کیا یارسول للہ ضرور بتلائیں، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

’’شرکِ خفی (یعنی پوشیدہ شرک اس کی ایک صورت) یہ کہ آدمی کھڑا نماز پڑھ رہا ہو، پھر اس بنا پر اپنی نماز کو مزین کردے کہ کوئی آدمی اسے دیکھ رہا ہے۔‘‘

(ابن ماجہ، روایت نمبر 4203)

یعنی یہ احساس ہونے پر کہ کوئی آدمی دیکھ رہا ہے، نماز کو مزین کرنا، یا لمبی کردینا اور خشوع وخضوع کا دکھاوا کرنا وغیرہ یہ شرک خفی ہے۔ عمال میں پوشیدہ اور دبے پاؤں داخل ہونے والے اس شرک کو رسول اللہ نے اپنی اُمت کے لئے فتنۂ دجال سے بھی زیادہ خطرناک قرار دیا ہے،

ایک حدیث میں رسول للہ نے ارشاد فرمایا:

’’جس نے دکھاوے کے لئے نماز پڑھی اس نے شرک کیا، جس نے دکھاوے کے لئے روزہ رکھا اس نے شرک کیا اور جس نے دکھاوے کے لئے صدقہ کیا اس نے شرک کیا۔‘‘

(جامع العلوم والحکم)

نماز، روزہ اور صدقہ خیرات کا ذکر بھی بطور مثال کے ہے۔مقصد یہ ہے کہ ریا کاری شرک ہے، کوئی شخص نماز، روزہ یا کوئی بھی نیکی دکھاوے کے لئے کرے، اس نے گویا شرک کیا۔ للہ تعالیٰ شرک سے بے نیاز ہے۔ ہر وہ عمل جس میں بندہ اللہ کے علاوہ کسی اور کو شریک کرے ایسے عمل کو للہ تعالیٰ قبول نہیں فرماتا۔حضرت ابوہریرہؓ سے ایک حدیث قدسی یوں مروی ہے۔ وہ رسول للہ سے روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

’’میں شرک (شراکت) سے سب شرکاء سے زیادہ بے نیاز ہوں، جو کوئی ایسا عمل کرے، جس میں میرے ساتھ کسی دوسرے کو بھی شریک کرے تو میں اس کو اور اس کے شرک کو چھوڑ دیتا ہوں۔‘‘

(صحیح مسلم، کتاب الزھد و الرقائق)

معلوم ہوا کہ کسی عمل میں دوسرے کی ذرہ برابر شرکت بھی اللہ تعالیٰ کو گوارہ نہیں، وہ ایسے عمل کو قبول ہی نہیں فرماتا۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

’’اس سلسلہ سے خدا تعالیٰ نے یہی چاہا ہے اور اُس نے مجھ پر ظاہر کیا ہے کہ تقویٰ کم ہوگیا ہے۔بعض تو کھلے طور پر بے حیائیوں میں گرفتار ہیں اور فسق وفجور کی زندگی بسر کرتے ہیں اور بعض ایسے ہیں جو ایک قسم کی ناپاکی کی ملونی اپنے اعمال کے ساتھ رکھتے ہیں۔ مگر انہیں نہیں

بقیہ صفحہ 5 پر

انصر رضا۔ واقفِ زندگی، کینیڈا

بَعۡدِیۡ کا مفہوم - After یا Except

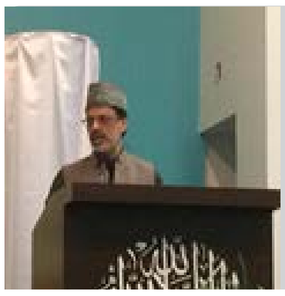

حدیث لَا نَبِیَّ بَعۡدِیۡ بڑے زور و شور سے پیش کی جاتی ہے جس کا معنٰی یہ کیا جاتا ہے ’’میرے بعد کوئی نبی نہیں‘‘۔ لیکن اسی لفظ کے دیگر استعمالات کو نظرانداز کر دیا جاتا ہے۔ قرآن میں لفظ ’’بَعۡد‘‘ اردو والے بعد کے ساتھ ساتھ ’’علاوہ یا سوائے‘‘ یعنی ’’Except‘‘ کے معنٰی میں بھی استعمال ہوا ہے:

فَبِاَیِّ حَدِیۡثٍۭ بَعۡدَہٗ یُؤۡمِنُوۡنَ ﴿۵۱﴾

(المرسلٰت:51)

پس اس کے بعد وہ اور کس بیان پر ایمان لائیں گے؟

تِلۡکَ اٰیٰتُ اللّٰہِ نَتۡلُوۡہَا عَلَیۡکَ بِالۡحَقِّ ۚ فَبِاَیِّ حَدِیۡثٍۭ بَعۡدَ اللّٰہِ وَ اٰیٰتِہٖ یُؤۡمِنُوۡنَ ﴿۷﴾

(الجاثیہ:7)

یہ اللہ کی آیات ہیں جو ہم تیرے سامنے حق کے ساتھ پڑھ کر سناتے ہیں۔ پس اللہ اور اس کی آیات کے بعد پھر اَور کس بات پر وہ ایمان لائیں گے؟

اَفَرَءَیۡتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰـہَہٗ ہَوٰىہُ وَ اَضَلَّہُ اللّٰہُ عَلٰی عِلۡمٍ وَّ خَتَمَ عَلٰی سَمۡعِہٖ وَ قَلۡبِہٖ وَ جَعَلَ عَلٰی بَصَرِہٖ غِشٰوَۃً ؕ فَمَنۡ یَّہۡدِیۡہِ مِنۡۢ بَعۡدِ اللّٰہِ ؕ اَفَلَا تَذَکَّرُوۡنَ ﴿۲۴﴾

(الجاثیہ:24)

کیا تُو نے اسے دیکھا ہے جو اپنی خواہش کو ہی معبود بنائے بیٹھا ہو اور اللہ نے اسے کسی علم کی بنا پر گمراہ قرار دیا ہو اور اس کی شنوائی پر اور اس کے دل پر مہر لگا دی ہو اور اسکی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا ہو؟ پس اللہ کے بعد اسے کون ہدایت دے سکتا ہے؟ کیا پھر بھی تم نصیحت نہیں پکڑو گے؟

اب ظاہر ہے کہ اللہ کا تو کوئی بھی زمانی یا مکانی بعد نہیں ہے۔ لہٰذا یہاں اللہ کے بعد کا مطلب after نہیں except ہے۔ اسی مفہوم میں بعدی کو استعمال فرماتے ہوئے نبی اکرم ﷺ اپنی حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت علیؓ کی حضرت ہارون علیہ السلام کے ساتھ مشابہت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ جس طرح حضرت موسیٰؑ اور حضرت ہارونؑ دونوں بھائی تھے، ایک ہی وقت اور ایک ہی جگہ پر تھے اسی طرح ہم دونوں بھائی ہیں ایک ہی وقت اور ایک ہی جگہ پر ہیں۔ لیکن وہ دونوں بھائی نبی تھے مگر اس وقت میرے سوائے نبی کوئی نہیں۔ یعنی تم ہارونؑ کی طرح نبی نہیں ہو۔ غیراحمدی علماء بَعۡدِیۡ کا معنٰی نبی اکرم ﷺ کے دورِ حیات کے بعد لیتے ہیں۔ لیکن ایک حدیث میں نبی اکرم ﷺ یہی لفظ اس معنٰی کے برعکس استعمال فرماتے ہیں:

’’فَاَخۡبَرَنِیۡ اَبُوۡھُرَیۡرَۃَ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ بَیۡنَا اَنَا نَآئِمٌ رَاَیۡتُ فِیۡ یَدَیَّ سُوَارَیۡنِ مِنۡ ذَھَبٍ فَاَھَمَّنِیۡ شَاۡنُھُمَا فَاُوۡحِیَ اِلَیَّ فِی الۡمَنَامِ اَنِ انۡفُخۡھُمَا فَنَفَخۡتُھُمَا فَطَارَا فَاَوَّلۡتُھُمَا کَذَّابَیۡنِ یَخۡرُجَانِ مِنۡ بَعۡدِیۡ فَکَانَ اَحَدُھُمَا الۡعَنۡسِیَّ صَاحِبَ صَنۡعَآءَ وَالۡاٰخَرُ مُسَیۡلِمَۃَ صَاحِبَ الۡیَمَامَۃِ‘‘

(مسلم، کتاب الرؤیاء باب رؤیا النبی ﷺ)

ہمیں ابوہریرہؓ نے خبر دی کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میں سو رہا تھا، میں نے خواب میں اپنے ہاتھوں میں دو سونے کے کنگن دیکھے۔ مجھے وہ برے معلوم ہوئے، خواب ہی میں مجھ پر وحی کی گئی کہ میں ان کو پھونک ماروں۔ سو میں نے اُن دونوں کو پھونک ماری تو وہ اُڑ گئے۔ میں نے اس کی یہ تعبیر کی کہ میرے بعد دو جھوٹے شخصوں کا ظہور ہوگا۔ سو ان میں سے ایک تو صنعاء کا عنسی ہے اور دوسرا یمامہ کا مسیلمہ۔

لیکن یہ دونوں جھوٹے تو نبی اکرم ﷺ کی زندگی میں ہی ظاہر ہو گئے تھے جب آپ ﷺ کا دورِ حیات اور دورِ نبوت دونوں بیک وقت جاری تھے۔ سوال یہ ہے کہ پھر یہاں ’’بَعۡدِیۡ‘‘ کا کیا مطلب لیا جائے گا۔ after me یا except me؟ اس کا لازماً مطلب except me ہے یعنی میرے علاوہ دو اور مدعیان نبوت ہوں گے اگرچہ وہ دونوں جھوٹے ہوں گے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی بعدی کا لفظ استعمال فرماتے ہوئے فرماتے ہیں:

وَ اِذۡ قَالَ عِیۡسَی ابۡنُ مَرۡیَمَ یٰبَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ اِنِّیۡ رَسُوۡلُ اللّٰہِ اِلَیۡکُمۡ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَیۡنَ یَدَیَّ مِنَ التَّوۡرٰىۃِ وَ مُبَشِّرًۢا بِرَسُوۡلٍ یَّاۡتِیۡ مِنۡۢ بَعۡدِی اسۡمُہٗۤ اَحۡمَدُ ؕ فَلَمَّا جَآءَہُمۡ بِالۡبَیِّنٰتِ قَالُوۡا ہٰذَا سِحۡرٌ مُّبِیۡنٌ ﴿۷﴾

(الصّف:7)

اور (یاد کرو) جب عیسیٰ بن مریم نے کہا اے بنی اسرائیل! یقیناً میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں۔ اس کی تصدیق کرتے ہوئے آیا ہوں جو تورات میں سے میرے سامنے ہے اور ایک عظیم رسول کی خوشخبری دیتے ہوئے جو میرے بعد آئے گا جس کا نام احمد ہوگا۔ پس جب وہ کھلے نشانوں کے ساتھ ان کے پاس آیا تو انہوں نے کہا یہ تو ایک کھلا کھلا جادو ہے۔

اس آیت میں وہ فرماتے ہیں کہ احمد نام کا رسول میرے بعد آئے گا۔ سوال یہ ہے کہ، جیسا کہ ہم اوپر دیکھ چکے ہیں، نبی اپنی نبوت سے الگ نہیں ہوتا یعنی اس کی حیات و نبوت ایک دوسرے کے ساتھ لازم و ملزوم ہوتی ہیں۔ تو پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اس بات کا کیا مطلب ہے؟ کیا وہ یہ کہہ رہے ہیں کہ میرے مرنے کے بعد احمد رسول آئے گا؟ لیکن غیر احمدی علماء انہیں زندہ مانتے ہیں۔ تو پھر دوسرا مطلب یہ ہوسکتا ہے کہ جب میری نبوت کا دور ختم ہوگا تو پھر احمد رسول آئے گا۔ لیکن اوپر دیئے گئے حوالوں سے یہ بات بھی ثابت ہوگئی کہ غیر احمدی علماء کے نزدیک حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنی آمد ثانی میں بھی نبی ہی ہوں گے۔ جب ان کا دورِ حیات اور دورِ نبوت دونوں جاری ہیں تو پھر سورۃ الصّف کی اس آیت میں ’’ب بَعۡدِیۡ‘‘ یعنی میرے بعد کا کیا مطلب ہے۔ اس سوال کا جواب غیر احمدی علماء کے ذمے ہے۔

نبی اکرم ﷺ نے بعدی کا یہی مطلب یعنی میرے بعد نہیں بلکہ میرے سوائے اس حدیث میں بیان فرمایا جو بڑی شد و مد سے ہمارے خلاف پیش کی جاتی ہے۔ نبی اکرم ﷺ حضرت علیؓ کو فرماتے ہیں کہ تیرا اور میرا وہی تعلق اور نسبت ہے جو ہارونؑ اور موسیٰؑ کی تھی۔ اب دیکھیں کہ حضرت ہارونؑ اور حضرت موسیٰؑ میں کیا نسبت تھی جس کی مماثلت نبی اکرم ﷺ ایک استثناء کے ساتھ بیان فرمارہے ہیں۔ وہ مماثلتیں یہ تھیں کہ جب حضرت موسیٰؑ حضرت ہارونؑ کو اپنی قوم میں اپنا خلیفہ بنا کر طورِ سیناء پر جا رہے تھے تو اس وقت حضرت ہارونؑ اور حضرت موسیٰؑ:

دونوں بھائی تھے۔ دونوں ایک ہی جگہ پر موجود تھے۔ دونوں ایک ہی وقت میں موجود تھے۔

اسی طرح نبی اکرم ﷺ اور حضرت علیؓ:

دونوں بھائی تھے۔ دونوں ایک ہی جگہ پر موجود تھے۔ دونوں ایک ہی وقت میں موجود تھے

اب استثناء جو نبی اکرم ﷺ نے بیان فرمایا وہ یہ تھا کہ حضرت موسیٰؑ اور حضرت ہارونؑ تو دونوں نبی تھے مگر یہاں نبی اکرم ﷺ کے سوا اور کوئی نبی نہیں ہے۔ لہٰذا یہاں لَا نَبِیَّ بَعۡدِیۡ کا مطلب یہ نہیں ہے میرے بعد کوئی نبی نہیں بلکہ یہ ہے کہ میرے سوائے اس وقت کوئی نبی نہیں ہے۔ کیونکہ خود نبی اکرم ﷺ اپنے بعد ایک نبی یعنی مسیحؑ کی آمد کی خبر دے چکے ہیں۔ یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ حضرت ہارونؑ حضرت موسیٰؑ کے بعد نبی نہیں تھے بلکہ اُن کے ساتھ نبی تھے۔

حَدَّثَنِیۡ مُحَمَّدُ بۡنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بۡنُ جَعۡفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعۡبَۃُ، عَنۡ فُرَاتٍ الۡقَزَّازِ، قَالَ: سَمِعۡتُ اَبَا حَازِمٍ، قَالَ: قَاعَدۡتُ اَبَا ھُرَیۡرَۃَ خَمۡسَ سِنِیۡنَ فَسَمِعۡتُہٗ یُحَدِّثُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ قَالَ ”کَانَتۡ بَنُوۡ اِسۡرَائِیۡلَ تَسُوۡسُھُمُ الۡاَنۡبِیَآءُ کُلَّمَا ھَلَکَ نَبِیٌّ خَلَفَہٗ نَبِیٌّ وَاِنَّہٗ لَا نَبِیَّ بَعۡدِیۡ وَسَیَکُوۡنُ خُلَفَآءُ فَیَکۡثُرُوۡنَ۔ قَالُوۡا: فَمَا تَاۡمُرُنَا؟ قَالَ: فُوۡا بِبَیۡعَۃِ الۡاَوَّلِ فَالۡاَوَّلِ اَعۡطُوۡھُمۡ حَقَّھُمۡ فَاِنَّ اللّٰہَ سَآئِلُھُمۡ عَمَّا اسۡتَرۡعَاھُمۡ“

(بخاری، کتاب احادیث الانبیاء باب ما ذکر عن بنی اسرائیل)

میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی مجلس میں پانچ سال تک بیٹھا ہوں۔ میں نے انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث بیان کرتے سنا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بنی اسرائیل کے انبیاء ان کی سیاسی رہنمائی بھی کیا کرتے تھے، جب بھی ان کا کوئی نبی ہلاک ہو جاتا تو دوسرے ان کی جگہ آ موجود ہوتے، لیکن یاد رکھو میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ ہاں میرے نائب ہوں گے اور بہت ہوں گے۔ صحابہ نے عرض کیا کہ ان کے متعلق آپ کا ہمیں کیا حکم ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب سے پہلے جس سے بیعت کر لو، بس اسی کی وفاداری پر قائم رہو اور ان کا جو حق ہے اس کی ادائیگی میں کوتاہی نہ کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ ان سے قیامت کے دن ان کی رعایا کے بارے میں سوال کرے گا۔

اس حدیث سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ اپنے فوری بعد یا معاً بعد کسی نبی کے آنے کا انکار کر رہے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ بنی اسرائیل کے انبیاء میں سے کسی نبی کے فوت ہونے پر اس کا خلیفہ بھی نبی ہی ہوتا تھا لیکن جب میں فوت ہوں گا تو میرا خلیفہ نبی نہیں ہوگا۔ البتہ قرب قیامت میں ایک نبی یعنی مسیح موعود کے آنے کی نبی اکرم ﷺ خود خبر دے چکے ہیں تو پھر اس حدیث کا یہ مطلب کیسے لیا جا سکتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے بعد قطعی طور پر کوئی نبی نہیں آئے گا۔

رپورٹ: صفوان احمد ملک۔ نمائندہ روزنامہ الفضل آن لائن جرمنی

ٹیکنیکل ڈپلومہ یا یونیورسٹی کا آغاز کرنے والے گریجویٹس کے ساتھ عشائیہ

شعبہ تعلیم جماعت احمدیہ جرمنی

مؤرخہ 30اکتوبر شام 5 بجے بیت السبوح کے مردانہ سپورٹس ہال میں جنوبی و مغربی جرمنی میں آباد وہ احمدی طلباء جنہوں نے گریجویشن مکمل کی ہے اور اب ٹیکنیکل ڈپلومہ یا یونیورسٹی میں اعلیٰ تعلیم کا آغاز کر رہے ہیں کے لئے مکرم نیشنل امیر صاحب کے ساتھ ایک عشائیہ کا پروگرام منعقد کیا گیا۔ (جرمنی میں آباد احمدی طلباء کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے یہی پروگرام اگلے ہفتے ان شاء اللہ شمالی و مشرقی جرمنی کے لئے ہمبرگ میں منعقد ہوگا۔)

مکرم وسیم احمد غفار صاحب نیشنل سیکرٹری تعلیم جماعت احمدیہ جرمنی نے اس نشست کا مقصد بیان کرتے ہوئے بتایا کہ ایسے طلباء جو اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لئے یونیورسٹیوں میں داخل ہونے جارہے ہیں اُن کے اعزاز میں انہیں خوش آمدید کہنے، انہیں جماعتی روایات اور حضور انور کی ہدایات کی روشنی میں اُن کی تعلیمی میدان میں راہنمائی کرنے اور طلباء میں باہمی اخوت و مودت قائم کرنے اور ایک دوسرے سے تعارف حاصل کرنے کے لئے منعقد کیا گیا ہے تا کہ اس پلیٹ فارم پر وہ اکٹھے ہوکر ایک دوسرے سے ملیں اور اپنی اپنی فیلڈ کے حساب سے ایک دوسرے کے تجربات سے فائدہ اٹھا سکیں۔

نیز مختلف وقتوں میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دُنیا بھر میں آباد احمدی طلباء کی راہنمائی کے لئے جو ارشادات فرمائے ہیں انہیں طلباء کے سامنے رکھا جائے تا کہ طلباء ان سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنی زندگیوں کا لائحہ عمل مرتب کریں۔ جیسا کہ حضورِ انور نے فرمایا کہ احمدی طلباء کو وہی تعلیم حاصل کرنی چاہئے جس کی طرف اُن کا رجحان ہو لیکن جب وہ اپنی مرضی سے فیلڈ کا انتخاب کرلیں تو پھر اُس میں کمال حاصل کریں اگر کوئی وکالت کی تعلیم حاصل کر رہا ہے تو اس کے ذہن میں یہ ہو کہ میں نے جج بننا ہے علیٰ ہٰذالقیاس مختلف شعبہ ہائے زندگی کے متعلق حضور نے یہی ہدایات دیں۔ اسی طرح اس پروگرام کا یہ بھی مقصد ہے کہ طلباء کو نظام جماعت اور جماعتی تعلیمات سے بھی روشناس کروایا جاتا رہے تا کہ وہ جس فیلڈ میں بھی جائیں وہاں رہتے ہوئے جماعتی خدمات کو کبھی فراموش نہ کریں بلکہ مقامی جماعتوں کا فعال حصہ بنیں اور اپنی تعلیم سے جہاں اپنی ذات کے لئے فائدہ اٹھائیں وہاں جماعت کی ترقی میں معاونت کریں۔

اس پروگرام کے ناظم مکرم مسرور کاہلوں صاحب تھے جن کے سپرد نیشنل شعبہ تعلیم کی طرف سے طلباء کے معاملات ہیں۔ انہوں نے اس پروگرام کی تیاری کے حوالے سے بتایا کہ ہم گذشتہ سال بھی یہ پروگرام کرنا چاہتے تھے لیکن کرونا کی وجہ سے ممکن نہ ہوا۔ امسال اللہ نے توفیق دی جرمنی میں مقیم اکثر طلباء سے رابطہ ہے انہیں تحریری طور پر اس پروگرام میں شمولیت کی دعوت دی گئی۔ اسی طرح آج کے انتظامی امور میں شعبہ ضیافت کی نیشنل ٹیم کے علاوہ تین لوکل امارات کے نوجوانوں نے جملہ انتظامات میں ہماری مدد کی ہے جنہوں نے اپنی ٹیموں کی مدد سے اس پروگرام کو ترتیب دیا۔ ہال کو بڑی خوبصورتی کے ساتھ مختلف بینروں سے مزین کر کے اسٹیج تیار کیا۔ اللہ تعالیٰ سب کو جزائے خیر سے نوازے۔ اسی طرح انہوں نے خصوصی طور پر لجنہ اماء اللہ کا ذکر کیا جنہوں نے کھانے کے میزوں کو تیار کیا تھا۔ ہال میں تقریباً 80افراد کے بیٹھنے کا گول میزوں پر انتظام کیا گیا تھا ہر میز پر سماجی فاصلے کو برقرار رکھتے ہوئے پانچ پانچ کرسیاں لگائی گئی تھیں۔

پروگرام شام 5 بجے شروع ہوا پہلا ایک گھنٹہ تمام طلباء کو آپس میں ایک دوسرے سے تعارف حاصل کرنے کے لئے دیا گیا۔ اس کے لئے خاص دلچسپ پروگرام بنائے گئے بعض طلباء ایک دوسرے کو پہلے سے ہی جانتے تھے بعض کی ایک دوسرے سے پہلی ملاقات تھی۔ اسی دوران بعض طلباء سے گفتگو کا موقع ملا ایک طالب علم سے پوچھا کہ آپ اس پروگرام سے کیا توقع رکھتے ہیں۔ انہوں نے کہا میری نظر میں تو یہ بہت اچھا موقع اور پلیٹ فارم ہے کہ جہاں احمدی طلباء اکٹھے ہوکر ایک دوسرے سے ملاقات کر رہے ہیں ایک دوسرے سے معلومات حاصل کر رہے ہیں۔ مجھے یہاں میرے ہم عمر دوست ملے ہیں جو وہی تعلیم حاصل کر رہے ہیں جو میں پڑھ رہا ہوں۔

اسی طرح ایک اور عزیزم نے کہا کہ اس سے ہمارے ایک دوسرے کے ساتھ رابطے مضبوط ہونگے اور جس فیلڈ میں بھی ہم کام کریں جیسا کہ حضور انور نے فرمایا پھر اُس میں کمال حاصل کریں تو اس طرح ہم ایک دوسرے کے تجربات سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں نیز ایک ہی یونیورسٹی یا کالج میں ہونے سے ہم وہاں باجماعت نمازوں کا بھی انتظام کر سکتے ہیں۔

ایک طالب علم نے کہا کہ ایسی مجالس بہت اچھی ہیں تا کہ ہم اکٹھے بیٹھ سکیں اور ایک دوسرے کے ساتھ بھائی چارہ قائم کر سکیں میرے لئے یہ اعزاز کی بات ہے کہ میں پہلی بار اس قسم کے پروگرام میں حصہ لے رہا ہوں۔

شام 6 بجے مکرم امیر صاحب ہال میں تشریف لائے تمام طلباء نے کھڑے ہوکر ان کا استقبال کیا اسٹیج پر مکرم امیر صاحب کے ساتھ مکرم سجاد حیدر عتیق صاحب نائب صدر خدام الاحمدیہ جرمنی، مکرم وسیم غفار صاحب نیشنل سیکرٹری تعلیم، مکرم مسرور کاہلوں صاحب اور مہتمم تعلیم مکرم ڈاکٹر سلطان احمد صاحب تشریف فرما ہوئے۔

پروگرام کا باقاعدہ آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جس کی سعادت مکرم ایاز ملک صاحب مربی سلسلہ کو ملی۔ انہوں نے سورۃ طٰہٰ کی آیت 12تا15 کی تلاوت اور جرمن ترجمہ پیش کیا۔

پہلی تقریر مکرم سجاد حیدر عتیق صاحب نائب صدر مجلس خدام الاحمدیہ نے کی انہوں نے کہا کہ یہ بہت اچھا پلیٹ فارم ہے اور مجھے بہت خوشی ہے کہ میرے سامنے 50 سے زائد پڑھے لکھے نوجوان بیٹھے ہیں بعض اپنی ابتدائی تعلیم مکمل کر کے اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لئے اپنا قدم آگے بڑھا رہے ہیں یہ محض اللہ کا فضل ہے کہ ہم اُن خوش نصیب لوگوں میں سے ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس الہام کہ ”میرے فرقہ کے لوگ اس قدر علم اور معرفت میں کمال حاصل کریں گے“ کے مصداق بننے کی کوشش کر رہے ہیں موصوف نے حضرت مصلح الموعودؓ کے بعض ارشادات پیش کئے جس میں حضور نے احمدی طلباء کی ذمہ داریوں کا ذکر کیا تھا اسی طرح ہمارے پیارے امام ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے حوالے سے بتایا کہ حضور انور نے خدام الاحمدیہ کے سالانہ اجتماع پر طلباء کو فرمایا تھا کہ اپنا مطمع نظر بناتے وقت جماعتی روایات کو ہمیشہ مدنظر رکھیں اور نظام جماعت اور خدام الاحمدیہ کے ساتھ تعلق رکھیں ہمیشہ جماعت کی ترقی کو مدنظر رکھیں خدمت خلق کو اپنا شعار بنائیں۔ اسی طرح کینیڈا سے ایک خادم نے حضورِ انور سے سوال پوچھا تھا جس کے جواب میں حضور انور نے فرمایا کہ اللہ کی عبادت کریں نماز پڑھیں تلاوت کریں اور خدام الاحمدیہ کی مدد کریں۔ جو بھائی یہاں آج اکٹھے ہوئے ہیں وہ آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ رابطہ رکھیں اور ایک دوسرے کی مدد کریں اگر کسی بھائی کا کوئی سوال ہے تو بعد میں مہتمم صاحب تعلیم موجود ہیں ان سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

مکرم نیشنل امیر صاحب نے اپنے خطاب میں فرمایا کہ سب سے پہلے تو میں شعبہ تعلیم کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے یہ پروگرام رکھا میں محسوس کرتا ہوں کہ طلباء کو مدد اور راہنمائی کی ضرورت ہوتی ہے۔ ہر انسان کو اچھا نظر آنے اور دوسروں پر سبقت لے جانے کی خواہش ہوتی ہے لہٰذا اپنی ذات کو ہی مدنظر نہ رکھیں بلکہ اپنے کمزور بھائیوں کی ہمیشہ مدد کریں اُن کو ساتھ لیکر چلیں یہ تربیت تو کنڈر گارڈن سے ہی شروع ہوجانی چاہئے لیکن کوئی بات نہیں اب بھی اگر ہم چاہیں تو اپنی خواہشات کو بالائے طاق رکھتے ہوئے اپنی حالتوں میں مثبت تبدیلی پیدا کر سکتے ہیں۔ البتہ جب آپ باپ بنیں گے تو اپنی اولاد کی شروع سے ہی تربیت کر سکیں گے۔

اعلیٰ تعلیم کا حصول کیوں ضروری ہے۔ مذہب ہمیں یہی سکھاتا ہے جماعت ایک طریق کار سے چلتی ہے جس طرح کمپوٹر کا سافٹ ویئر اگر خراب ہوجائے تو کمپوٹر کام کرنا چھوڑ دیتا ہے اسی طرح خدام الاحمدیہ اور ہماری نوجوان نسل ایک سافٹ ویئر کی حیثیت رکھتے ہیں اگر یہ درست رہیں تو نظام جماعت بھی چلتا رہے گا لہٰذا اپنے اخلاق، عبادات اور خدمت خلق کو کبھی فراموش نہ کریں اپنے اعلیٰ نمونوں سے دنیا کے دل جیتیں انہیں متاثر کریں۔ ہم کتنے خوش نصیب ہیں کہ ہمیں خلافت کی نعمت میسر ہے ہمیں کوئی مشکل یا کوئی مسئلہ درپیش ہو تو ہم حضور انور سے راہنمائی حاصل کر سکتے ہیں۔

امیر صاحب نے مزید فرمایا:

حضور انور واقفین کے لئے بہت محبت رکھتے ہیں آپ خوب پڑھیں اور آپ میں سے جو وقف نو ہیں وہ تعلیم مکمل ہونے پر اپنے آپ کو خدمت دین کے لئے وقف کریں۔ اسی طرح حضور انور سے اپنا ذاتی تعلق قائم کریں اور حضور انور کی خدمت میں کوشش کریں کہ

بقیہ صفحہ 9 پر

ابوالکوثر۔ فرانس

کچھ نہ تھی حاجت تمہاری نہ تمہارے مکر کی
خود مجھے نابود کرتا اس جہاں کا شہر یار

یہ ان دنوں کی بات ہے جب میں اسّی کی دہائی میں گوجرہ میں ڈیوٹی کر رہا تھا۔ اکابرین گوجرہ کے ساتھ تعارف اور میل ملاپ تھا۔ ان اکابرین میں مفتی گوجرہ سید محمد طفیل شاہ صاحب مرحوم کا نام سر فہرست ہے۔ جب بھی اُن کے پاس جاتا بہت پیار اور محبت سے استقبال کرتے۔ اور اپنی مصروفیات چھوڑ کر بھی مجھے وقت دیتے تھے۔ فَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ جَزَاھُمُ اللّٰہ

لائبریری گراؤنڈ میں ایک رات مجلس ختم نبوت کا جلسہ تھا۔ ہر مقرر نے ایک دوسرے سے بڑھ کر جماعت احمدیہ اور بانی جماعت احمدیہ علیہ السلام کے خلاف باتیں کیں اور حاضرین کو یقین دلانے کی کوشش کی کہ حضرت مرزا صاحب ایک نیا دین لے کر آئے ہیں۔ ان کا دین اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ بلکہ انہوں نے تو ظلم کی حد عبور کر کے قرآن بھی بدل دیا ہے۔ اور کلمہ طیبہ بھی بدل دیا ہے۔ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ

جلسے کی آخری تقریر غالباً مفتی گوجرہ محترم شاہ صاحب مرحوم کی تھی۔ نعروں کی گونج میں اسٹیج پر تشریف لائے۔ قرآنی آیات سے آغاز فرمایا۔ اور پھر چند باتیں اسلام کے زندہ اور آخری مذہب ہونے، قرآن کریم کے کامل اور آخری کتاب ہونے پر کیں۔ ہر بات پر بہت نعرے بلند ہوتے رہے۔ پھر فرمایا:

دیکھو! ہمارے قرآن کی حفاظت کا ذمہ خدا نے خود اپنے ذمہ لیا ہے۔ دو تین بار یہ فقرہ دہرایا۔ ہر دفعہ ہر طرف سے حاضرین نے نعروں کے ساتھ حوصلہ افزائی کی۔ پھر فرمایا:

یہ وہ کتاب ہے کہ کوئی ایک لفظ بھی اس کا کسی کو بدلنے کی جرات نہیں۔۔۔ نعرے۔۔۔ دیکھو مرزا غلام احمد قادیانی نبی تو بن بیٹھا لیکن اُسے بھی یہ جرات نہیں ہوئی کہ ہمارے قرآن کو بدل دے۔۔۔ نعرے۔۔۔ اب تم کسی قادیانی کے گھر جاکے دیکھ لو۔ وہ یہی ہمارا قرآن پڑھنے پر مجبور ہیں۔۔۔ نعرے۔۔۔

پھر فرمایا:

قرآن تو بہت بڑی بات ہے اُن کو تو یہ جرات نہیں ہوئی کہ ہمارا چھوٹا سا کلمہ بدل دیں۔۔۔ نعرے۔۔۔ کسی قادیانی سے مل کے پوچھو۔ سب ہمارا ہی کلمہ طیبہ پڑھنے پر مجبور ہیں۔۔۔۔۔

انہیں دنوں میں میرا پلاٹور ٹوبہ روڈ میں مہمانوں سے ملاقات اور سوال و جواب کا پروگرام تھا۔ میں اپنے سفر سائیکل پر ہی کرتا تھا کیونکہ لوکل بسوں پہ سفر کریں تو جان، مال، وقت اور عزت کچھ بھی محفوظ رہنے کی ضمانت نہیں ہوتی۔ اور پھر ہم نے جو طریق کار اپنایا ہوا تھا وہ کچھ اس طرح تھا کہ ساری جماعتوں کو مختلف دائروں میں تقسیم کر رکھا تھا۔ جس مقام پر شام کے وقت کوئی پروگرام ہوتا، تو صبح گھر سے نکلتے اور اُس دائرہ کی سب جماعتوں سے ملاقات کر کے پروگرام میں جا شامل ہوتے۔ ہر دورے میں میرے ساتھ گوجرہ سے کوئی ایک خادم میرے ساتھ ہوتے تھے۔ عام طور پر تو حنیف صاحب میرے مستقل ساتھی تھے۔ (جن کا تعلق بھٹی فیملی سے ہے۔ اور آجکل جرمنی میں مقیم ہیں) اس روز بھی یہی حنیف صاحب میرے ساتھ تھے۔

ہم گوجرہ سے نکلے۔ کانا کو نٹا، ڈھیرکے، کھتو والی اور تلونڈی سے ہوتے ہوئے کالا پہاڑ پہنچے۔ نماز عصر اُن کے ساتھ ادا کی۔ اتنے سخت بادل آ گئے۔ میں اپنے ساتھی کو لے کے فوراً اٹھ کھڑا ہوا۔ کیونکہ ہماری منزل پلاٹور ابھی چند کلومیٹر کے فاصلے پر تھی۔ تمام لوگوں نے بہت روکا کہ بارش آ رہی ہے۔ اور اتنے میں بارش شروع بھی ہوگئی۔ لیکن میرا سب کو یہی جواب تھا کہ اصل پروگرام تو ہمارا آگے ہے۔ اُس میں پہنچنا ضروری ہے۔ اور یہ کہ ہم نہ نمک سے بنے ہیں کہ گھُر جائیں گے۔ اور نہ روئی ہیں جو ہمیں بارش سے خطرہ ہے۔۔۔ چنانچہ ہم نکل کھڑے ہوئے۔ کچا راستہ، تیز بارش اور منزل پہ جلد پہنچنے کے لئے ہم بھی تیزی سے چلتے گئے۔ خدا کا شکر کہ ہم دونوں میں سے کسی کی سائیکل نہ کسی جگہ پھسلی اور نہ کیچڑ میں پھنسی۔ زیادہ تر راستہ تو کچا تھا۔ البتہ کچھ حصہ ٹوبہ گوجرہ روڈ پکا تھا۔ سڑک پے پہنچے تو سکھ کا سانس آیا۔ لیکن منزل تو ابھی مزید آگے تھی۔ خدا کا شکر ہے کہ پلا ٹور تک ہم خیریت سے پہنچ گئے۔ اب ایک اور مشکل تھی۔ ہمارے میزبان دوست چوہدری عنایت اللہ صاحب کا گھر گاؤں کی دوسری طرف تھا۔ یہاں کچی گلیاں اور نالیاں پانی سے بھرپور اور خوب کیچڑ۔ خیر ہم نے اپنی سائیکلیں کندھوں پے رکھیں اور چل پڑے۔ اللہ نے فضل فرمایا کہ کسی جگہ نہ پاؤں پھسلا اور نہ مشکل پیش آئی۔ اور ہم خیریت سے اپنی اصل منزل پے پہنچ گئے۔ فَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذَالِکَ

تمام گلیوں میں کیچڑ اور پانی تھا۔ قابل ذکر حاضری تو نہ ہوئی۔ البتہ ایک مہمان جنہوں نے ہمیں گلی میں آتے دیکھا۔ کہنے لگے کہ آپ لوگوں کو اس موسم میں آتے دیکھ کر میرے سارے مسائل حل ہو گئے ہیں۔ اب میرے پاس کوئی سوال بھی باقی نہیں بچا مجھے یقین ہے کہ آپ لوگوں کے پاس سچائی ہے۔ جو آپ کو اس موسم اور کیچڑ میں بھی لئے پھرتی ہے۔ اگر ہم نے اپنے کسی عالم کو بلایا ہوتا تو وہ اس موسم میں کبھی کسی قیمت پر نہ آتا۔

فَذَالِکَ فَضْلُ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ حَمْدًا کَثِیْرًا

بقیہ: ٹیکنیکل ڈپلومہ از صفحہ 8

اردو زبان میں مختصر پوائنٹ کی صورت خط لکھا کریں اور خلافت سے فیض حاصل کریں ان کی دعائیں لیں۔

امیر صاحب نے طلباء کو کہا کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام جو آنحضرت ﷺ کے عاشق صادق تھے اُن کی تعلیمات پر عمل کریں ان کی کتب کا مطالعہ کریں اور اپنے عمدہ نمونے قائم کریں اسی طرح حضور انور نے جلسہ سالانہ جرمنی کے اختتامی خطاب میں جو تقویٰ کے متعلق ارشاد فرمایا اسے حاصل کریں اور اپنی زندگیوں کا اسے حصہ بنائیں۔

اب اللہ کے فضل سے ہمارے احمدی نوجوان مختلف میدانوں میں نمایاں کام کر رہے ہیں بعض سیاست میں ہیں، ڈاکٹرز ہیں، سائنس میں ہیں، تحقیق و ریسرچ کے میدان میں کام کر رہے ہیں، سکولوں میں اعلیٰ عہدوں پر فائز ہیں ہمیں مزید ڈاکٹر عبدالسلام اور سر چوہدری ظفر اللہ خان درکار ہیں اس مقام تک پہنچیں اور جماعت کا نام روشن کریں۔ لہٰذا محنت و مشقت کو ہاتھ سے نہ جانے دیں۔

امیر صاحب نے کہا کہ قرآن مکمل ضابطہ حیات ہے اس کا مطالعہ کریں اور اسے اپنی زندگیوں کا جزو بناتے ہوئے اپنے علم میں اضافہ کریں اللہ تعالیٰ ہمیں صحیح معنوں میں علم حاصل کر کے جماعت کی خدمت کی توفیق دے۔ آمین

آخر پر مکرم وسیم غفار صاحب نیشنل سیکرٹری تعلیم نے حضور انور کے کچھ اقتباسات پڑھ کر سنائے جس میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے اسٹوڈینٹس کو اعلیٰ تعلیم کی اہمیت اور یہ کہ ہمارے اسٹوڈینٹس کو ڈاکٹر عبدالسلام کی طرح ترقیات حاصل کرنی چاہئیں کی طرف توجہ دلائی۔ علاوہ ازیں انہوں نے امیر صاحب جرمنی اور تمام طلباء کا شکریہ ادا کیا، اسی طرح نیشنل شعبہ ضیافت کی ٹیم کا بھی شکریہ ادا کیا۔ آخر میں مکرم امیر صاحب نے دعا کرائی۔ دعا کے بعد تمام احباب کی خدمت میں کھانا پیش کیا گیا۔

پروگرام کے بعد بھی بعض نوجوانوں نے اپنے تاثرات بیان کئے کہ حضور انور کے ارشادات اور امیر صاحب کی تقریر نے بہت متاثر کیا ہے اور یہ شام ہمارے لئے یادگار رہے گی۔ شعبہ تعلیم نے بہت عمدہ اور خوبصورت ماحول ہمیں مہیا کیا ہے۔ اسی طرح ایک طالب علم نے مکرم سجاد حیدر عتیق صاحب نائب صدر خدام الاحمدیہ کے خطاب میں حضرت مصلح الموعود کے ارشاد کے حوالے سے بتایا کہ اس سے مجھے مثبت تحریک ہوئی ہے اور یہ بھی احساس ہوا ہے کہ خلفائے احمدیت طلباء کی تعلیم و تربیت اور اُن سے کس حد تک توقعات رکھتے ہیں۔ اللہ ہمیں ان توقعات پر پورا اترنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہمیں اپنی ذمہ داریاں احسن انداز میں ادا کرنے کی توفیق دے اور ہمیں حقیقی معنوں میں خلافت کا سلطان نصیر بنائے۔ آمین۔

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء
درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION
Download on the App Store
ANDROID APP ON Google play
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

رپورٹ: عبدالہادی قریشی۔ نمائندہ روزنامہ الفضل آن لائن سیرالیون

جامعۃ المبشرین سیرالیون کی سرگرمیاں

محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے جامعۃ المشرین سیرالیون میں ماہِ ستمبر کے آغاز سے نئے تعلیمی سال کا آغاز ہو چکا ہے اور تدریس کے ساتھ ساتھ مجلسِ علمی، مجلسِ ارشاد اور مجلسِ العاب کے تحت باقاعدہ سے پروگرام جاری ہیں۔مؤرخہ 15/ ستمبر کو بعد نمازِ عصر سالِ اول کے طلباء کو مجلسِ علمی اور مجلسِ العاب کے گروپوں میں تقسیم کیا گیا تا کہ وہ اپنے اپنے گروپس کی طرف سے ان مجالس کی جانب سے منعقد کئے جانے والے پروگراموں میں حصہ لے سکیں۔

مقابلہ تلاوت

مؤرخہ 22 / ستمبر کو بعد نمازِ عصر مقابلہٴ تلاوت کا انعقاد کیا گیا۔ پروگرام کی صدارت مکرم حامد علی بنگورا صاحب نے کی اور آپ کے ساتھ مولوی اثمار احمد صاحب اور مولوی مولائی کمارا صاحب نے منصفی کے فرائض سرانجام دئے۔

پروگرام کا اباقاعدہ آغاز تلاوتِ قرآن کریم سے ہوا جس کے بعد مقابلہ کے قواعد پڑھ کر سنائے گئے۔ یہ مقابلہ اوپن تھا اور شاملین قرآنِ کریم کے کسی بھی حصہ سے تلاوت کر سکتے تھے۔تین گروپوں کے کل 15 طلباء نے اس مقابلہ میں حصہ لیا۔منصفین کے فیصلہ کے مطابق عزیزم سلیمان سُو نے پہلی، عزیزم محمد ییرو کمارا نے دوسری اور عزیزم اسحاق بخاری نے تیسری پوزیشن حاصل کی۔ دعا کے ساتھ پروگرام کا اختتام ہوا۔

مقابلہ اذان

مؤرخہ 29 / ستمبر کو بعد نمازِ عصر اذان کے مقابلہ کا انعقاد ہوا جس میں مکرم مولوی اثمار احمد صاحب، مکرم مولوی مولائی کمارا صاحب اور مکرم مولوی حامد علی بنگورا صاحب نے منصفی کے فرائض سرانجام دئے۔ منصفین کے فیصلہ کے مطابق عزیزم ابراہیم کمارا نے پہلی، عزیزم علی بی کانو نے دوسری اور عزیزم محمد ییرو کمارا نے تیسری پوزیشن حاصل کی۔ دعا کے ساتھ پروگرام کا اختتام ہوا۔

جلسہ سیرۃ النبیؐ

مؤرخہ 26 / ستمبر کو مجلسِ ارشاد کے تحت دن گیارہ بجے جامعۃ المبشرین کے ہال میں جلسہ سیرۃ النبی ﷺ کا انعقاد کیا گیا جس کی صدارت مکرم مبارک احمد گھمن صاحب پرنسپل جامعہ نے کی۔عزیزم محمد ییرو کمارا نے تلاوتِ قرآن کریم اور ترجمہ پیش کیا جس کے بعد عزیزم علی بی کانو نے نعت بدرگاہِ ذیشان خیر الانام پیش کی۔

پروگرام کی پہلی تقریر آنحضرت ﷺ ایک داعی الی اللہ کے عنوان سے تھی۔عزیزم محمد عثمان نے آنحضرت ﷺ کی زندگی کے حالات و واقعات سے اس عنوان پر روشنی ڈالی۔

مکرم ادریس احمد صاحب استاذ جامعہ نے آنحضرت ﷺ کی صحابہ کی آپ کے ساتھ اخلاص و وفا کو واقعات کی روشنی میں نہایت احسن رنگ میں پیش کیا۔ آخری تقریر مکرم مبارک احمد گھمن صاحب نے کی جس کا عنوان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا آنحضرت ﷺ سے عشق تھا۔آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات، منظوم کلام اور آپ کی زندگی کے واقعات بیان کئے۔

تقاریر کے بعد طلباء کو سوالات کا موقع دیا گیا اور مقررین نے ان کے سوالات کے جواب دئے۔ دعا کے ساتھ اس بابرکت پروگرام کا اختتام ہوا۔

چھوٹی مگر سبق آموز بات

اللہ تعالیٰ کے فضل سے آج ہم اس دور سے گزر رہے ہیں جس میں دوسروں تک پیغام پہنچانے کے بے شمار نئے اور آسان ذرائع میسر ہیں۔ ہمیں ان ذرائع کو سمجھداری اور ذمہ داری سے اسلام احمدیت کی خدمت کے لئے استعمال کرنا چاہیے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

”آج اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کے بعد سے تلوار کا جہاد بند ہے تو قلم کے جہاد کا آپ علیہ السلام نے اعلان فرمایا۔ پھر اس کے ساتھ، قلم کے جہاد کے ساتھ ساتھ آجکل الیکٹرانک میڈیا ہے۔مختلف ذرائع ہیں جن کے ذریعہ اسلام پر حملے کئے جاتے ہیں۔ احمدیت پر حملے کئے جاتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر حملے کئے جاتے ہیں۔قرآن کریم پر حملے کئے جاتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کی ذات پر حملے کئے جاتے ہیں۔ آج ان حملوں کی تعداد پہلے سے بہت بڑھ گئی ہے۔تو ان حملوں کو پسپا کرنے کے لئے جہاں مردوں کو اپنی طاقتیں صرف کرنے کی ضرورت ہے وہاں عورتوں کو بھی اپنی تمام تر طاقتوں اور صلاحیتوں کو بروئے کار لانے کی ضرورت ہے۔ انٹرنیٹ اور فیس بک اور مختلف ویب سائٹس میں داخل ہونا اپنے مزے اور وقت گزاری اور فن کے لئے نہ ہو بلکہ ایک درد کے ساتھ جس طرح قرونِ اولیٰ کی مسلمان عورتوں نے اپنی ذمہ داری کو سمجھتے ہوئے اپنے فرائض ادا کرنے کی کوشش کی اور اپنی جان تک اس مقصد کے حصول کے لئے لڑا دی۔ آج وہ جان لڑانے کا وقت ہے۔ اپنی تمام تر صلاحیتوں کے ساتھ دشمن کے ہر حملے کو پاش پاش کرنے کا وقت ہے۔لڑکیاں اور پڑھی لکھی عورتیں اس کام کے لئے جماعتی نظام کو اپنے آپ کو پیش کریں“

(خواتین سے خطاب برموقع سالانہ اجتماع لجنہ اماء اللہ برطانیہ، بتاریخ 3 اکتوبر 2010ء بروز اتوار)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اسکی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

مرسلہ: سعیدہ خانم۔ سیسکاٹون کینیڈا

طلوع وغروب آفتاب

03 دسمبر 2021ء	طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ	05:22	17:38
مدینہ منورہ	05:27	17:33
قادیان	05:46	17:24
ربوہ	05:26	17:04
اسلام آباد ٹلفورڈ	06:18	15:58